قرآن و سنت

اور ہم

?

مصنف

صوفی محمدؐ اکرم

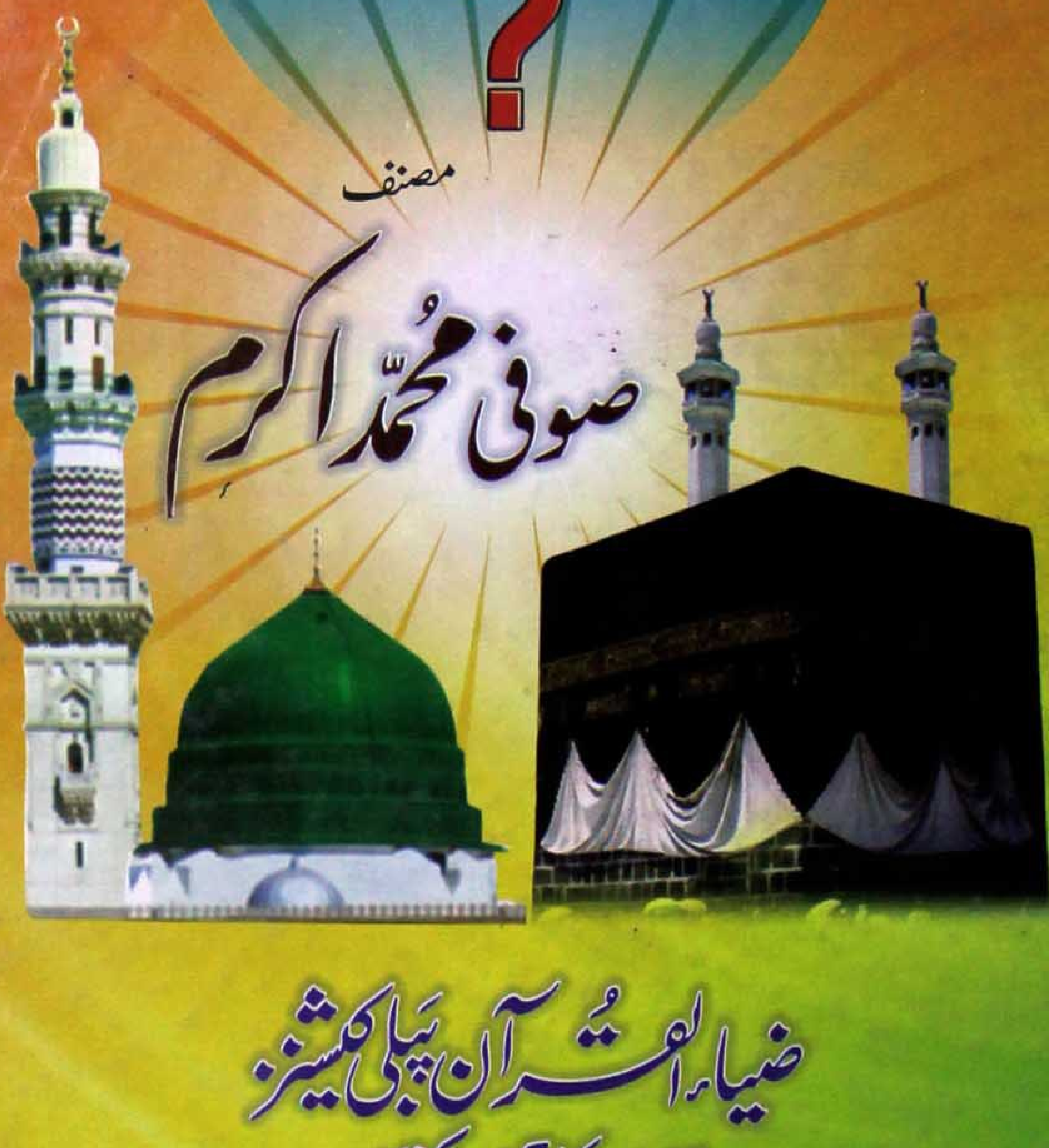

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی پاکستان

قرآن وسنت

اور

ہم

صوفی محمدؐ اکرم

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... قرآن و سُنت اور ہم؟

مرتبہ .... صوفی محمد اکرم

کمپیوٹر کمپوزنگ........................ صوفی محمد اکرم

نظرِ ثانی .... صاحبزادہ غلام بشیر صاحب نقشبندی

مطبع .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ پاکستان

بارِ اوّل .... ستمبر 2004

ملنے کا پتہ

MOHAMMAD AKRAM

TANTE ULRIKKES VEI 1

0984 OSLO NORWAY

Tel:- 00 47 93222766

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

Marfat.com

انتساب

میری نیاز مندیاں حضور ضیاء الامت قدّس سرہ العزیز کی اقبال نوازیوں کے لیے ممنونِ احسان ہیں جن کے چمنستانِ علم وحکمت سے چند پھول چن کر یہ ناچیز ایک گلدستہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

میرے لہجے میں آئی ہے حلاوت
جمالِ ہم نشیں تیرے اثر سے

کون ضیاء الامت رحمتہ اللہ علیہ؟

جو مظہرِ جمالِ شریعت تھے   رونقِ مسندِ طریقت تھے
سرچشمۂ علم و معرفت تھے   منبعِ فیض و برکت تھے
محی القلوب اور مسیحائے نفس تھے

جن کی نگاہِ کیمیا اثر سے مجھ ناچیز کو فکرِ راست، شوقِ مطالعہ، ذوقِ عبادت اور محبتِ صالحین جیسے خزانے نصیب ہوئے۔ میں اپنی اس تحریری کوشش کو حضور ضیاء الامت سیّدی و مرشدی پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کا فیض سمجھتا ہوں اور اُن ہی کے نام کرتا ہوں۔

تیری نسبت نے سنوارا مرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا، سگِ دنیا ہوتا

Marfat.com

مجھے اپنی کم مائیگی و بے بضاعتی کا پورا احساس ہے۔ اپنی کوتاہ دامنی و کم علمی کا شعور ہے۔ مجھ پہ کرم برسا ہے تو میرے مرشدِ کریم آفتابِ علم و حکمت ماہتابِ طریقت حضرت قبلہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب مدظلہٗ کے توسط سے۔ اگر آپ مدظلہٗ کی نسبت مجھے حاصل نہ ہوتی تو شاید میں میخانۂ کرم سے ساغرِ محبت نوش نہ کر پاتا۔ دل کی دھڑکنیں دہلیزِ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر عرض کناں ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ پیرزادہ صاحب مدّ ظلہٗ کو عمرِ دراز عطا فرمائے اور آپ کے وجود کی برکتوں سے ہمیشہ ہمیں مستفید رکھے۔ (آمین ثم آمین)

؎

الٰہی تا بہ ابد آستانِ یار رہے
یہ آسرا ہے فقیروں کا، برقرار رہے

محمد اکرم

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ	12
اظہارِ خیال (حضرت مولانا غلام بشیر نقشبندی صاحب)	14
ضرور ہونی چاہیے ایک جماعت	18
خالق و مالک کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُعا	19
تم بہترین امت ہو	21
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	23
ایک دوسرے کی مدد کیسے کرو؟	23
مشائخ اور علماء کا گناہ اور حرام کھانے سے منع نہ کرنا	24
سزا کا مستحق عبادت گزار	24
خلافِ شرع کام دیکھے تو کیا کرے؟	25
قرآنِ حکیم کے نزول کا مقصد؟	26
انسان کو خوشی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟	28
آپس میں سلام کرنے کا طریقہ	29
سلام کرنے کے بارے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم	30
دو گروہ لڑ پڑیں تو باقی اہلِ ایمان کیا کریں؟	31
مسلمان بھائی پر نہ ظلم کرنہ اسے ظالم کے حوالے کر	32
مسلمان کے لیے دُعا مانگنا	33

Marfat.com

مسلمانوں کی مثال ایک جسم جیسی ہے	33
اگر اختلاف ہو یا جنگ چھڑ جائے تو کیا کرو؟	35
باغیوں کے بارے احکامات	38
مسلمان آپس میں لڑ بھی پڑیں تو...........	41
دو بھائی آپس میں ناراض ہوں تو	42
فساد اور صلح کے بارے میں حدیث شریف	43
تمسخر اُڑانا، عیب لگانا اور برے لقب دینا	44
مردہ بھائی کا گوشت کھانا	49
تمام لوگ ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد	57
قومیں اور خاندان کیوں؟	59
معزز و محترم کون؟	60
اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحق کون؟	63
انتہائی دُکھ کے ساتھ ایک حقیقت	63
شراب اور جوئے کے بارے	64
شراب، جوا، جوئے کے تیر شیطانی کارستانیاں	66
شراب اور جوا، عداوت و بغض کا سبب	70
بے حیائی پھیلانے کا عذاب	73
اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت	74
پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو	75

Marfat.com

کس کی دُعا قبول نہیں ہوتی؟ 76
شیطان برائی اور بے حیائی سکھاتا ہے 76
شیطان کے وسوسوں سے بچاؤ کیسے؟ 77
نیک کام کا اجر کسے ملے گا؟ 78
حلال اور پاکیزہ کھاؤ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے 82
شیطان بدکاری اور بدمعاشی کی دعوت دیتا ہے 83
اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ 83
اگر تم پھسلنے لگو روشن دلیلیں ملنے کے بعد؟ 85
بے علم لوگوں کی خواہشات کی پیروی 85
ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں 87
اہلِ پاکستان کو خصوصی طور پر متوجہ ہونا چاہیے 87
پاک اور ناپاک برابر نہیں ہو سکتا 89
ہمیشہ سچی بات کرو 90
جھوٹ کون بولتے ہیں؟ 91
ہر حال میں سچی گواہی دو اور ہر حال میں انصاف کرو 91
کسی کی عداوت عدل میں آڑے نہ آئے 94
سچی گواہی پر قائم رہنا 95
جھوٹی گواہی نہ دینے والوں کی صفت 95
جھوٹی گواہی کے بارے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم 96

Marfat.com

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جھوٹے گواہ کو سزائیں	96
مساجد میں اعمالِ سیئہ کا ارتکاب	97
جھوٹے کو مسجد سے نکال دینا ضروری ہے	99
عہدو پیمان، وعدے اور معاہدے	100
اپنے عہدوں کو پورا کرو	100
امانتوں اور عہدو پیمان کی پاسداری کرو	101
معاہدوں کی پابندی کی اہمیت	102
وعدہ کے بارے پوچھا جائے گا	103
عہدو پیمان سورۃ النحل آیت نمبر 91	103
نہ ہو جاؤ احمق عورت کی مانند	105
نہ بناؤ قسموں کو فریب دینے کا ذریعہ	106
عہد شکنی اور فریب کاری کا دردناک عذاب	107
مت بیچو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو	109
مال ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمت باقی رہے گی	109
ایفاءِ عہد کے بارے ایک مشہور واقعہ	110
عہد شکنی پر پانچ دردناک سزائیں	111
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی	112
پھیل گیا ہے فساد برّ و بحر میں	113
لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانا	116

Marfat.com

واقعہ معراج سے عبرت ناک اقتباس	118
فتنہ باز خطیبوں کا انجام	121
درسِ اتفاق واتحاد	121
اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوزخ میں گرنے سے بچالیا	125
عظمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	125
جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو	126
دُشمنانِ دین سے دوستی	129
اللہ تعالیٰ کے لیے قریبی رشتہ داروں کو قتل کرنا	130
اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا ان کے دلوں میں	132
واقعہ ہجرت اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	133
اطاعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	152
ایک فتویٰ	178
آخری دُعا	187

Marfat.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہ اُمت مسلمہ کے امتیازات میں سے ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (آل عمران:110)

''ہوتم بہترین اُمت جوظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت وبھلائی) کے لیے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لیے۔بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں''۔

(جمال القرآن)

وہ لوگ کتنے خوش بخت ہیں جو اس مادیت گزیدہ دور میں بھی یہ فریضہ سر انجام دے رہے ہیں جبکہ نفسا نفسی کا دور دورہ ہے۔ ہر کوئی دنیاوی لذتوں اور آسائشوں کے حصول کے مقابلے میں مصروف کار ہے۔

زیر نظر کتابچہ: قرآن وسنت اور ہم؟

Marfat.com

صوفی محمد اکرم صاحب کی تالیف ہے۔ ہر ہر لفظ اخلاق و محبت سے لبریز ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عوام الناس کے لیے نفع عمیم کا باعث بنائے۔

دُعاگو:

قاضی محمد ایوب

شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ، ضلع سرگودھا، پاکستان

Marfat.com

اظہار خیال

جناب صاحبزادہ غلام بشیر صاحب نقشبندی
فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، ضلع سرگودھا پاکستان
سجادہ نشین آستانہ عالیہ باولی شریف، ضلع گجرات پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خالقِ کائنات کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا، احسنِ تقویم کا لباس پہنایا، اپنی خلافت کا تاج عطا فرمایا ورنہ اگر وہ چاہتا تو ہمیں کسی جانور یا حشرات الارض کی صورت میں بنا سکتا تھا۔ ذرا سوچیں تو سہی اگر ہم موجودہ شکل میں نہ ہوتے بلکہ لوگوں کے پیروں میں رینگتے ہوئے کیڑے ہوتے تو کیا حالت ہوتی۔ قرآنِ مجید میں بار بار اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ، اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ، اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ اور اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ کہہ کر دعوتِ فکر دی گئی ہے۔

انسان جسم اور روح کا دلآویز و خوشنما امتزاج ہے۔ خالق نے دونوں کی نشوونما کے لیے خوراک کا اہتمام کیا۔ جسم مٹی سے بنا ہے اس کی خوراک (پھل، اجناس وغیرہ) مٹی سے ہی آتی ہے اور روح عالمِ امر کی شے ہے اس کی خوراک (شریعتِ مطہرہ) بھی اُدھر سے ہی بھیجی گئی ہے۔ قرآنِ مجید اس مادی دنیا کی چیز نہیں بلکہ اسے یہاں اتارا گیا ہے۔ قرآن پاک کا ظاہر تو کتابوں جیسا ہے مگر

Marfat.com

باطن تمام کتابوں سے مختلف ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝١٥ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٦

(المائدہ:16-15)

"تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور حق نما کتاب آ گئی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالوں کی طرف لاتا ہے اور سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے"۔

اِس قرآنی دعویٰ کی سچائی کو دیکھنا ہو تو اہلِ عرب کی تاریخ پڑھ لیں۔ جن لوگوں نے اسے سینے سے لگایا اسے اپنا دستورِ حیات بنا لیا وہ دنیا کے امام بن گئے۔ انھوں نے زمین کو رشکِ جنت بنا دیا۔

امریکی سکالر وِل ڈیوراں اپنی کتاب Story of Civilization میں لکھتا ہے:۔

"قرآن پاک کے انقلابی پیغام نے اپنے پیروکاروں کی اخلاقی وثقافتی سطح بلند کی۔ انہیں معاشرتی نظم واتحاد کا درس دے کر صحت مندانہ اسلوبِ حیات ارزانی کیا۔ ظلم وستم اور اوہام کی بیخ کنی کی۔ پسماندہ خطوں کا ماحول سنوارا۔

Marfat.com

پستیوں کے شکار آدم زادوں کو باوقار مقام عطا کر کے انہیں وہ احساسِ تفاخر عطا کیا جس کی نظیر سفید فام دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ ہمیں قرآن پاک کا احسان مند ہونا چاہیے''۔

قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ انھوں نے قرآن پاک اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے مضبوط اعتقادی وعملی تعلق قائم کیا۔ لیکن آج ہماری ذلت وپستی کا سبب یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو طاقوں میں سجادیا ہے۔ قرآن کریم کتاب ثواب ہی نہیں صحیفۂ انقلاب بھی ہے۔ یہ صرف اس لیے نازل نہیں ہوئی کہ چند مخصوص موقعوں پر اس کے الفاظ کی تلاوت سے برکت حاصل کی جائے بلکہ اس کے نزول کا اصل مقصد یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان اس کی ہدایت کے نور میں اپنا سفرِ حیات طے کرے۔ اپنی زندگی کو اپنے خالق کی رضا کے سانچے میں ڈھال لے اور حقیقی شرفِ انسانیت کو پالے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن مجید پر عمل کریں۔ اس کی متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر زندگی بسر کریں۔ حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز رکھیں۔

قرۃ عیون الاولیا محترم محمد اکرم صاحب اسی درد کو لے کر چلے ہیں کہ آؤ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھو اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزارو۔ انہوں نے حضرت ضیاء الامت قدس سرہ العزیز سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے جو کتاب ''قرآن وسُنت اور ہم؟'' رقم کی ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ چند آیاتِ قرآنی کا پیغام بڑے حسین انداز میں نئی نسل تک پہنچایا گیا ہے۔ لفظوں میں محبت، لہجہ میں مٹھاس، اسلوب بیاں میں سلاست وروانی ہے۔ یہ ایک کردار

Marfat.com

ساز وحیات بخش کتاب ہے۔ آیئے قرآن پاک کو الماریوں کی زینت نہ بنائیں بلکہ اس سے اپنے سینوں کو زینت بخشیں۔

کیا ہم چند قرآنی آیات پڑھنے اور سمجھنے کے قابل بھی نہیں؟ اللہ تعالیٰ جناب محمد اکرم صاحب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور ہمیں قرآن پاک کے آئینے میں اپنا کردار دیکھنے کی دعوت دی۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں!
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

غلام بشیر نقشبندی
باولی شریف، گجرات، پاکستان

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۴ (آلِ عمران 104)

’’ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بُلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں‘‘۔ (ضیاء القرآن)

Marfat.com

اِس ارشادِ ربانی کے پیشِ نظر کچھ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور اُسی خالق وِ مالک کی بارگاہِ بیکس پناہ میں بصد عجز و نیاز عرض گزار ہوں کہ اَے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے رَب ! اَے ذروں کو رشکِ آفتاب بنانے والے ! اَے قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشنے والے ! اَے گداؤں کو ہفت اقلیم کی سُلطانی کا تاج پہنانے والے ! اَے دِلوں کے ظلمت کدوں میں اپنی معرفت کے چراغ روشن کرنے والے ! اِس ذرۂ ناچیز کو، اِس قطرۂ حقیر کو اِس سیاہ رُو اور سیاہ دل کو اپنے پیارے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا صدقہ اپنی عنایاتِ خسروانہ سے، اپنے الطافِ شاہانہ سے، اپنی نوازشاتِ کریمانہ سے سرفراز فرما اور شرِ شیطان سے بچا، اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت میں زندہ رکھ اور اِسی محبت میں خاتمہ بالخیر فرمانا اور اِس ناچیز کی اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہِ بیکس پناہ میں قبول فرما۔

(آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم)

Marfat.com

قرآنِ کریم کی جس آیتِ مبارکہ کو میں نے اپنا عنوان بنایا ہے اِس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں۔

یہ دینِ قیّم جس نے عالمِ بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ واشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر اِس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں جو اِس پیغامِ رحمت کو دُنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو یہ عالمگیر پیغامِ ہدایت چند ملکوں میں محدُود ہو کر رہ جائے گا اور یہ اس پیغام حق سے بھی نا اِنصافی ہوگی اور ان قوموں پر بھی ظلم ہوگا جو گھُپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں جن کی زندگی کی تاریک رات کسی روشن چراغ کے لیے ترس رہی ہے۔ نیز وہ قوم اور ملک جس نے اس دین کو قبول کر لیا ہے اُس کے آئینۂ دل پر بھی غفلت کی گرد پڑ سکتی ہے۔ اُنکی گرمی عمل بھی سُستی کا شکار ہو سکتی ہے۔ اردگرد کے گمراہ کُن تاثرات سے بھی وہ متاثر ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسی ہستیاں نہ ہوں جن کا کام ہی اِسلام کے حکیمانہ انداز سے لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا، ان کی گرمی عمل کو باقی رکھنا اور خارجی اور اجنبی تاثرات وتحریکات سے ان کے دل ودماغ کو محفوظ رکھنا ہو تو بہت سی گمراہیاں خود اِس قوم میں راہ پا سکتی ہیں جو اس دین کی علمبردار ہے۔ یہ دونوں کام یعنی ملتِ اِسلامیہ کو شاہراہِ اِسلام پر ثابت قدم رکھنا اور غیر مسلم اقوام تک پیغامِ رُشد وہدایت پہنچانا جتنا اہم اور ضروری ہیں اتنے ہی مشکل اور پیچیدہ ہیں اس لیے ایک ایسی جماعت تیار کرنا ملّت کا اِجتماعی فریضہ ہے۔ جس کا علم وعمل، ظاہر وباطن، سیرت وکردار رسُول اِسلام صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ واصحابہ وسلم کا مظہر کامل ہو۔ ان میں علوم اسلامیہ میں مہارتِ تامہ کے ساتھ ساتھ سیرت کی پاکیزگی، کردار کی پختگی اور ظاہر و باطن کی یکسانی کرنا کوئی آسان کام نہیں اس کے لیے جس بڑی سے بڑی مالی قربانی، ایمانی فراست، قلبی بصیرت اور رُوحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیئے۔ اگر ملت اسلامیہ اپنے اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کی جوابدہ ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے گلشنِ اِسلام میں فصلِ بہار رہی۔ جب تک مدارسِ اسلامیہ غزالی، رازی، سعدی اور بیضاوی اور خانقاہیں رومی، ہجویری، اجمیری، زکریا ملتانی، شیخ سرہندی رضی اللہ عنہم جیسی فخرِ روزگار ہستیاں تیار کرتی رہیں کفر کے ظلمت کدے اِسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے۔ حق کی قوت باطل کے قلعوں کو مسخر کرتی رہی۔ لیکن اب؟ رویم ببیں حلم مپرس۔ میرا چہرہ دیکھ لو۔ اس پر میری حرماں نصیبیوں کی داستان کا ہر حرف کندہ ہے۔ میرا حال پوچھو نہیں۔ یہ اتنا دردانگیز ہے کہ نہ مجھ میں بیان کرنے کی ہمت اور نہ تم میں سننے کی تاب۔

اَے اللہ! ہم پر رحم فرما۔ اَے گنبد خضرا کے مکین! چارہ سازی کر۔

قارئینِ کرام! اِسی عنوان کے تحت اِسی سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آلِ عمران:110)

ہو تم بہترین اُمت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت اور بھلائی) کے

Marfat.com

لیے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو بُرائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر"۔

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تشریح:۔رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اُمت کو خیر الاُمم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا جارہا ہے کہ جتنی بھی اُمتیں آج تک صفحۂ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ان سب سے تم بہتر ہو۔ کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد بڑا پاکیزہ، بہت بلند ہے۔تم اِس لیے زندہ ہو اور اِس لیے کوشاں ہو کہ حق کا بول بالا ہو، ہدایت کی روشنی پھیلے۔گمراہی کی ظلمت کافور ہو۔باطل کا طِلسم ٹوٹے اَور اخلاقِ حسنہ کو قبولیت حاصل ہو۔وہ حیوانی رسم ورواج جنہوں نے طاقتور کو ظالم اَور چیرہ دست اَور کمزور کو مظلوم وفاقہ مست بنا رکھا ہے مِٹ جائیں اَور اسکے ساتھ ساتھ سب سے بڑی صداقت (یعنی توحید) پر تم خود بھی اِیمان لا چکے ہو اَور دُوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہو۔اگرچہ پہلی اُمتیں بھی امر بالمعروف، نہی عن المنکر اَور اِیمان باللہ سے مشرف تھیں۔لیکن جو شان تمہارے امر بالمعروف کی ہے جو جلال تمہارے نہی عن المنکر میں ہے اور جو گہرائی، اَور کمال تمہارے اِیمان باللہ میں ہے وہ تم سے پہلے کسی اُمت کو نصیب نہیں ہوا۔نیز جس ہمت، خلوص اَور سرفروشی سے تم نے اِس بارِ امانت کو اُٹھایا ہے یوں آج تک کوئی نہ اُٹھا سکا۔اِس لیے تم اس کے جائز مستحق ہو کہ اقوامِ عالم کی بھری محفل میں تمہارے سر پر افضلیت کا تاج رکھا جائے۔ان کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی اُمت کے خیر الامم ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے جو اس آیت میں ہی مذکور ہے یعنی دُوسری قوموں کے فیضانِ ہدایت سے ایک محدُود علاقہ، ایک مخصُوص قوم (وہ بھی ایک مقررہ وقت تک) مستفیض ہوسکتی تھی۔ لیکن تمہارا ابرِ کرم بحرو بر، نشیب و فراز، سیاہ و سپید، نزدیک و دور ہر خطہ پر برسے گا۔ اور ہر خطہ کے پیاسوں کی پیاس بُجھائے گا تمہاری برکتیں صرف اپنے لیے اور صرف اپنوں کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے ہیں۔ اور یہ وہ شرف ہے جو کسی کو پہلے حاصل نہیں ہوا۔ یہ وہ جود و سخا ہے جس سے پہلے دنیا متعارف نہیں۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اِسی امر کی طرف اِشارہ ہے۔

قارئینِ محترم! اَب پیشِ خدمت ہیں سورۃ المآئدہ کی دو آیاتِ مبارکہ اور اِن کا ترجمہ اور تشریح، اِسی تفسیر ضیاء القرآن کے اوراق سے

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ
الْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

"اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں اور باہم مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔ (المآئدۃ آیت نمبر 2 کا آخری حصہ)

تشریح:۔ زندگی کا ایک اور زرّیں اصول سکھایا جارہا ہے کہ تمہارے آپس کے تعلقات کی بُنیاد اور اقوامِ عالم سے تمہارے تعلقات کی اساس یہ ہونی چاہیئے کہ ہر نیکی اور بھلائی کے کام میں اُنہیں تمہاری اعانت اور تعاون حاصل ہو اور ہر بُرائی اور گناہ کی تحریک میں تم اُن سے الگ رہو۔ قرآن کریم کا ہر حکم دِل نواز،

Marfat.com

اِس کی ہر آیت اِنسانیت پرور اور اس کا ہر فرمان گمراہوں کے لیے روشنی کا مینار ہے لیکن اِن کی برکات کا ظہور تو تب ہو جب ان کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اور اِس کو کلامِ اِلٰہی ماننے والی قوم ہی جب عملی طور پر اِس سے رُوگرداں ہو تو اس کی مُضمر خوبیاں اور فائدے کیونکر عیاں ہوں۔

لَوْ لَا یَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

"کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کرنے سے اور حرام کھانے سے بے شک بہت بُرے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے"۔ (المآئدۃ آیت نمبر 63)

تشریح:۔ علامہ بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ لو لا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لیے ہوتا ہے یعنی اُنہوں نے کیوں ایسا نہ کیا۔ کیوں اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔ اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر برانگیخت کرنے اور اُکسانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں مضارع پر داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے علماء اپنا فرضِ منصبی ادا کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ لوگوں کو حرام کاری اور حرام خوری سے منع کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ھی اشد آیۃ فی القران (کشاف) یہ قرآن کریم کی سخت ترین آیت ہے۔ اور ضحاک کہتے ہیں مافی القران اخوف عندی منھا (کشاف) میرے نزدیک قرآن کریم میں اِس سے زیادہ خوف دلانے والی کوئی آیت نہیں۔ اِس میں عُلماءِ اسلام کو بھی امر بالمعروف اور

Marfat.com

نہی عن المنکر کی تاکید بلیغ ہے۔علامہ قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ کوحکم دیا گیا کہ فلاں گاؤں کو برباد کردو۔اس نے عرض کی کہ اس میں تو فلاں عبادت گزار رہتا ہے۔حکم ہوا کہ ہلاکت کی اِبتدا اِسی سے کرو۔کیونکہ اِس کی آنکھوں کے سامنے شریعت کے احکام کی خلاف ورزیاں ہوتی رہیں اور کبھی اس کے چہرے کا رنگ تک بھی میلا نہ ہوا۔

قارئین کرام! ارشاداتِ باری تعالیٰ قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ کی صورت میں پیش کیئے اور اَب فرمانِ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حدیث شریف سے پیش کرتا ہوں۔آپ نے اپنے پیارے آقا و مولیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب رسولِ معصوم اور ہم گناہ گاروں کے غم خوار،شافعِ یومُ النشور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہ پیارا اور میٹھا ارشادگرامی یقیناً ضرور سنا ہوگا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ ۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جوشخص کوئی بات خلافِ شرع دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہوتو زبان سے منع کرے

Marfat.com

اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم شریف)

قرانِ حکیم کے نزول کا مقصدِ اوّلین حضرتِ انسان کی اصلاح ہے۔ تربیتِ پیہم سے اِس کے نفسِ امّارہ کو نفسِ مطمئنہ بنانا ہے۔ ہوا و ہوس کے غبار سے آئینۂ دِل کو صاف کر کے اِسے انوارِ ربانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے۔ انانیّت وغرور، تمرد و سرکشی کی بیخ کنی کر کے اِنسان کو اپنے مالکِ حقیقی کی اطاعت واِنقیاد کا خُوگر کرنا۔ یہی کام سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اَور کٹھن بھی۔ قرآنِ مجید نے اسی اہم ترین اَور مشکل ترین کام کو سرانجام دیا اَور اس حسن وخُوبی سے کہ دُنیا کا نقشہ بدل گیا۔

یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے زندۂ جاوید حقیقت اَور نا قابلِ اِنکار حقیقت کہ قرآن پاک کی ہدایت سے بگڑا ہوا اِنسان سدھرا اَور سدھر کر ساری کائنات کے لیے آیۂ رحمت بن گیا۔ غور فرمایئے حکمتِ الٰہی نے نزولِ قرآن پاک کے لیے جس سرزمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خِطّہ تھا۔ وہاں بسنے والے لوگ شکل وصُورت میں تو انسان تھے لیکن اِنسانیت سے اُن کا دُور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ کفُر وشرک، فِسق وفجور، ظلم وستم، وحشت وبربیّت، جہالت اَور اُجڈپن اس پر فقر وافلاس مستزاد، غرضیکہ کونسا عیب تھا یا کونسی گمراہی تھی جو اُن میں بدرجۂ اتم موجود نہ تھی اَور دُنیا نے دیکھا کہ قرآنِ حکیم کی تاثیر اَور صاحبِ قرآن کی برکت سے وُہ کیا سے کیا بن گئے۔ اگر قرآن پاک عرب کے اُجڈ بدوؤں کو آدم و بنی آدم کے لیے باعثِ عزّ وشرف بنا سکتا ہے۔ اگر اِن

Marfat.com

جاہلوں کو جو ابجد خواں بھی نہ تھے بزمِ علم و دانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے۔ اگر حرمِ کعبہ میں 360 بتوں کی پوجا کرنے والے دِل میں معرفتِ الٰہی کی شمع فروزاں کر سکتا ہے تو ہمارے صنم کدۂ تصورات کے لات و ہبل کو کیوں ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے ظلمت خانۂ حیات کو اِس کی کرنیں کیوں منور نہیں کر سکتیں۔ بخدا ہو سکتا ہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم قرآن پاک کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور ہمارا کاروانِ حیات اس شہراہِ ہدایت پر گامزن ہو جائے جو قرآنِ حکیم نے ہمارے لیے تجویز کی ہے۔

اَے درماندۂ راہ قوم! قرآن کریم تمہیں عظمت و عزت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کی قیادت قبول کر لو۔

اَے اپنی قسمتِ برگشتہ پر آہ و فغاں کرنے والے نوجوانو! دُنیا کی اِمامت تمہاری متاعِ گم گشتہ ہے۔ تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کی واپسی کی تڑپ ہو......... قرآن پاک واپس دِلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو۔

زندگی کی یہ ساری چہل پہل تقسیمِ کار کے باعث ہے۔ ایک ہی مِلّت کے مختلف افراد مختلف کام سرانجام دے رہے ہیں کسی کے ہاتھ میں حکمرانی کی باگ دوڑ ہے۔ کوئی مجالسِ مشاورت کا رُکن رکین ہے۔ کوئی تجارت و صنعت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ کوئی شکمِ زمین سے رزق کے سربمہر خزانے نکال کر اُن کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ کوئی وعظ و نصیحت کے منبر پر جلوہ نما ہے۔ کوئی تعلیم و تدریس کی مسند کو رونق بخشے ہوئے ہے اور کوئی سجادۂ فقر و درویشی پر تشریف فرما ہے۔ قوم کو

Marfat.com

مجموعی طور پر اصلاح یافتہ اُسی وقت کہا جا سکتا ہے جب کہ اُس کے تمام عناصر حق کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے دائرۂ عمل میں قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوں اور اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری دیانت داری سے مصروفِ کار ہوں۔ اِن عناصر کا باہمی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر ایک عنصر بھی جادۂ حق سے برگشتہ ہو جائے تو دُوسرے عناصر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اِس لیے قرآنِ حکیم نے ہر ایک کو اپنی خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا ہے اَور ہر گروہ میں راہ پانے والی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اَور انہیں اس کے عبرت ناک انجام سے آگاہ کیا ہے۔

ہم اکثر بگڑی ہوئی قوموں کے حالات اَور ان کے حسرت ناک انجام کے متعلق قرآن پاک میں پڑھتے ہیں اَور ایک لحہ توقف کیے بغیر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت بہت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ ان برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اَور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اَور اگر خدانخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولناکیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافاتِ عمل کا قانون، قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں پڑھا کہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ اور آپ سنت الٰہی میں ہر گز تغیر و تبدل نہ پائیں گے۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 62 کا آخری حصہ)

قارئین کرام! ہر انسان خوش رہنا چاہتا ہے اور اس کے لیے مختلف حیلے کرتا ہے اور اِس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے بھی اُس سے خوشی سے پیش آئیں۔ تو آیئے شروع کرتے ہیں اِسی عنوان سے اور آپس میں باہم ملاقات

Marfat.com

کے آداب قرآن کریم سے فرمانِ الٰہی اور حدیث شریف سے اپنے پیارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی برکت سے یقیناً اللہ تعالیٰ آپس میں پیار ومحبت عطا فرمائے گا جس سے انسان کو خوشی حاصل ہوگی۔

وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ (النسآء:86)

"اور جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظِ دُعا سے تو سلام دو تم ایسے لفظ سے جو بہتر ہو اِس سے یا (کم ازکم) دوہرا دو وہی لفظ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے"۔

تشریح:۔ تحیة بابِ تفعیل کا مصدر ہے اس کا اصلی معنی زندگی کی درازی کی دُعا دینا ہے۔ و اصل التحیة الدعاء بالحیاة (قرطبی) اور اس کا معنی ملک بھی ہے التحیات للہ میں یہی معنی ملحوظ ہے۔ جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں تحیة سے مراد سلام کہنا ہے۔ سلام دینا حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پسندیدہ سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا فرض ہے۔ سلام کا جواب دینے کے قرآنِ حکیم نے دو طریقے سکھائے ہیں یا تو وہی الفاظ دوہرا دو جن سے تمہیں سلام کہا گیا ہے یا ایسے الفاظ کا اضافہ کرو جو محبت وتکریم پر دلالت کرتے ہوں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ اگر کوئی السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمة اللہ کہو۔ اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمة اللہ کہے تو تم وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہٗ سے جواب دو۔ باہمی محبت وپیار کے جذبات کو تروتازہ کرنے کا یہ بڑا ہی

Marfat.com

مؤثر طریقہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اِرشادِ گرامی ہے لا تدخلون الجنۃحتی تؤمنواولاتؤمنون حتی تحابوا اولادلکم علی شیٔ اذافعلتموہ تحاببتم افشواالسلام بینکم۔ ''جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہ ہوسکو گے اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے تو ایمان نصیب نہ ہوگا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس پر عمل کروتو آپس میں محبت و پیار پیدا ہوجائے؟ (خود ہی فرمایا) ایک دوسرے کو السلام علیکم کہا کرو۔'' دُنیا میں جتنے آدابِ مُلاقات رائج ہیں سب کو دیکھو ملاقات کا وہ طریقہ جو آپ کو قرآنِ حکیم نے سکھایا ہے اِس کا جواب نظر نہ آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اگر غیر مُسلم سلام دے تو اُس کو وہی الفاظ جواب میں دُہرادو۔

مسئلہ:۔ جب اپنے گھروں میں داخل ہوا کروتو اہلِ خانہ کو السلام علیکم کہا کرو، بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو، سوار پیدل کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو، چھوٹے بڑوں کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔

''اللہ تعالیٰ اسلامی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کرکے ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے، اس لیے ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جو دلوں میں نفرت، حقارت، حسد اور عداوت کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اُڑانا، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کرنا، چغلی کھانا، ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرنا وغیرہ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے دل ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں، اس لیے اہلِ ایمان کو حکم

Marfat.com

دیا کہ وہ ان چیزوں سے دُور رہیں۔

انسانی معاشرے میں تعلقات کا کشیدہ ہو جانا قطعاً بعید از امکان نہیں۔ اگر ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے اور اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں دست وگریبان ہو جائیں، تو دوسرے مسلمانوں کو خاموش تماشائی بننے کی اجازت نہیں، بلکہ انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ان کے درمیان صلح کرا دیں اور اپنا پورا اثر ورسوخ بھی استعمال کریں۔ پھر بھی اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس کی امداد کریں جو حق پر ہے۔''

قارئینِ کرام اَب آپ کی خدمت میں سورۃ الحجرات کی چند آیاتِ مبارکہ، اُن کا ترجمہ اور تشریح پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں دُعا ہے کہ وہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا صدقہ ہمیں پڑھ کر اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا
بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ
تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا
بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹

(الحجرات:9)

''اور اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پر تو پھر سب (مل کر)

Marfat.com

لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف۔ پس اگر لوٹ آئے تو صلح کرادو ان کے درمیان عدل (وانصاف) سے اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے"۔

تشریح:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے جزیرۂ عرب کی سرزمین فتنوں اور جنگ وجدل کی سرزمین تھی ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسرِ پیکار تھا۔ ہر ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کے درپۓ آزار تھا۔ کسی کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ اشہر حرام (حرمت والے مہینے) کے علاوہ سفر از حد خطرناک اور دشوار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی آمد سے نقشہ ہی بدل گیا۔ عداوت ومخاصمت کی جگہ محبت وایثار اور خلوص ومروت نے لے لی۔ قرآنِ کریم میں بے شمار آیتیں ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَن گنت ارشادات عالیشان ہیں جن میں مسلمانوں کو متحد رہنے، آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام اور حقوق کا پاس رکھنے کے تاکیدی احکامات ہیں اور ایسی باتوں کو ایمان واسلام کے منافی قرار دیا گیا ہے جن کے باعث آپس میں نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔

چند احادیثِ پاک ملاحظہ ہوں۔

(1) المُسلم اخو المُسلم لایظلمه ولایسلمه۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار کسی ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

Marfat.com

(2) واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کی امداد و اعانت میں لگا رہے۔

(3) اذا دعا المسلم لا خیہ من ظھر الغیب قال الملك آمین ولك مثلہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا مانگتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی دعا تیرے حق میں بھی مقبول ہو۔

(4) مثل المؤمنین فی توادم وتراحھم وتواصلھم کمثل الجسد الواحد اذا اشتکی منہ عضوٌ تداعی لہ سائر الجسد بالحمی والسھر۔ کہ مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے میں، ایک دوسرے پر رحم کرنے میں، ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرنے میں ایسی ہے جیسا ایک جسم ہو۔ جب اس کا کوئی عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیدار رہتا ہے۔

(5) المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔ بایں ہمہ انسانی معاشرہ میں باہمی شکر رنجی کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہیں۔ نفسانی خواہشات، ذاتی طمع اور لالچ اور بسا اوقات غلط فہمیوں کے باعث جنگ وجدل کی نوبت آ ہی جاتی ہے۔ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمارا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے۔ اس آیت مبارکہ میں اِن امور کو بڑے دلنشین پیرایہ

Marfat.com

میں سمو دیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اِس کے کلمات میں جو لطافتیں اور نزاکتیں ہیں ان پر نظر ڈال لیجیے۔ اِس کے بعد تفصیلات کا ذکر ہوگا۔

امام رازی لکھتے ہیں۔ ''اِنْ'' اشارۃ الیٰ ندرۃ القتال۔ یعنی اِنْ کا لفظ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن وسُنّت نے مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی تعلیم دی ہے اس کے پیشِ نظر ایسا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے کہ فرزندانِ اسلام آپس میں لڑ پڑیں۔

طائفتان فرمایا فرقتان نہیں فرمایا کیونکہ طائفہ، فرقہ سے کم افراد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر جنگ کی نوبت آئی تو ساری اُمت یا اس کی اکثریت خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوگی۔ ایک مختصر سا گروہ ہی راہِ اعتدال سے بھٹک سکتا ہے اور اسلام کے واضح احکامات کو پسِ پُشت ڈالنے کی جرأت کر سکتا ہے .ان طائفتان من المؤمنین فرمایا منکم نہیں فرمایا۔ اس میں بھی اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم جو لٹھ اٹھائے، تلواریں بے نیام کیے ایک دوسرے پر ہلہ بولنے کی تیاریاں کر رہے ہو، ذرا دیکھو تو سہی تم کون ہو۔ تم تو مومن ہو، اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غلام ہو، بھلا یہ ناشائستہ حرکت تمہیں زیب دیتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

نحو کا عام قاعدہ تو یہ ہے کہ ''اِنْ'' اپنے فعل کے ساتھ مذکور ہو۔ یہاں ''اِنْ'' اور اس کا فعل اقتتلوا کے درمیان طائفتان من المومنین کا ذکر کیا۔ یقتتلوا نہیں فرمایا۔ کیونکہ مضارع میں استمرار کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہاں بتایا

Marfat.com

جا رہا ہے کہ اگر کبھی کبھار جنگ وجدال کی نوبت آجائے تو یہ سلسلہ جاری نہیں رہتا۔ بلکہ اہلِ رُشد وصلاح فوراً مداخلت کر کے اس فتنہ کو فرو کر دیتے ہیں۔

اقتتلوا میں طائفتان کے معنیٰ کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور جمع کی ضمیر لوٹائی گئی ہے بینھما میں لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے تثنیہ کی ضمیر ذکر کی گئی ہے۔

(تفسیر کبیر)

بغت، بَغیُ سے ہے۔ اس کا معنی ہے طلب العلو بغیر حق یعنی کسی حق کے بغیر برتری کا خواہاں ہونا۔

اَب ذرا آیت کے معانی ومطالب کی طرف توجہ فرمایئے۔

مسلمانوں میں جنگ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر بدقسمتی سے ایسا ہو تو پھر اس ناگوار صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ہمیں اِس ارشادِ خداوندی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اس باہمی جنگ وجدل کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں اور ہر صورت کے اپنے اپنے خصوصی احکام ہیں۔ سب سے پہلے جس امر پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اُٹھے تو قطع نظر اس کے کہ لڑنے والے کثیر التعداد ہیں یا مختصر سا گروہ ہے، یہ تصادم حکومت سے ہے یا ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ سے یا ایک گروہ کا دوسرے گروہ سے، اِن تمام صورتوں میں دوسرے مسلمانوں کو محض تماشائی بن کر رہنے کی اجازت نہیں، بلکہ انہیں اپنے اثر ورسُوخ سے کام لیتے ہوئے اِس فتنہ کو فرو کرنے کی ہر امکانی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر لڑائی دو خاندانوں یا رعایا کے دو گروہوں کے درمیان ہے تو ان کے درمیان مصالحت اور اصلاحِ احوال کی اوّلین ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے

Marfat.com

کہ وہ اپنے اثر و اختیار سے کام لے کر صورتِ حال پر قابو پائے اور اگر اربابِ حکومت اِس میں دلچسپی نہ لیں یا معاملہ ان تک پہنچا ہی نہ ہو تو پھر اہلِ محلّہ یا علاقہ کے بااثر لوگوں کا فرض ہے کہ مصالحت کی مخلصانہ کوشش کریں۔

اگر ان کی مساعی صلح کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو فبہا، بصورتِ دیگر تمہیں یہ چاہیے کہ دیکھو دونوں میں سے غلطی پر کون ہے، زیادتی اور تعدّی کا ارتکاب کس نے کیا ہے۔ جو مظلوم اور ستم رسیدہ ہو اُس کی امداد کرو۔ اپنا سارا وزن اُس کے پلڑے میں ڈال دو۔ مظلوم کی دادرسی اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کے جو وسائل تمہارے پاس ہوں ان کو بروئے کار لاؤ۔ یہاں تک کہ ظالم گھٹنے ٹیک دے اور حقدار کو اس کا حق مل جائے۔ تمہارا غیر جانبدار بن کر مظلوم کو پٹتے ہوئے دیکھتے رہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگر تم غیر جانبداری کی روش اختیار کرو گے تو اِس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ تم ظلم وستم کو پھلنے پھُولنے کا موقع دے رہے ہو۔ تم اتنے سنگدل اور بے رحم ہو کہ مظلوم کی آہ وفغاں سے بھی متاثر نہیں ہوتے۔ اسلام اِس قسم کی غیر جانبداری کا قائل نہیں اور نہ ہی اپنے ماننے والوں کو ایسی بزدلی کی اجازت دیتا ہے۔ اِس وقت قرآنِ پاک کا واضح ارشاد ہے وقاتلوا التی تبغی یعنی جو شر وفساد برپا کر رہا ہو اِس کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہو جاؤ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی گروہ حکومت سے متصادم ہوتا ہے، اگر یہ محض لوٹ مار اور قتل وغارت کے لیے ہی میدان میں آیا ہے تو یہ لوگ باغی قرار نہ دیے جائیں گے بلکہ اِن کے ساتھ عام مجرموں کا برتاؤ کیا جائے گا اور انہیں اِن کے جرائم کے مطابق سزا دی جائے گی اور اگر وہ گروہ حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہتا

Marfat.com

ہے اور ان کے ساتھ اتنی جمعیت اور قوت ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کریں اور اِن کا قلع قمع کر دیں، لیکن ان کے ساتھ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر آمادہ بغاوت ہوئے ہیں تو ان کی غلط فہمی دُور کی جائے گی۔ اگر وہ کسی شبہ میں مبتلا ہیں تو ان کے ان شبہات کے ازالہ کی بڑی سنجیدگی سے کوشش کی جائے گی۔ جس طرح خارجیوں سے جنگ کرنے سے پہلے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اُن کے پاس بھیجا تھا اور آپ کی مساعی جمیلہ سے بہت سے لوگ اپنی روش ترک کر کے لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے تھے۔ اگر افہام و تفہیم کی کوششیں بار آور نہ ہوں تو پھر ان کے ساتھ جنگ لازمی ہو جائے گی اور جب تک وہ ہتھیار نہ ڈال دیں اور اپنی باغیانہ سرگرمیوں سے دست کش نہ ہو جائیں، اُس وقت تک ان کے ساتھ جنگ جاری رہے گی۔ ان سے کسی نرمی کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ہار مان لیں اور ہتھیار ڈال دیں تو اس کے بعد جو سلوک ان سے کیا جائے گا، وہ اِس حدیث شریف میں مذکور ہے جو امام ابوبکر الجصاص نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں نقل کی ہے۔

روی کوثر ابن حکیم عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بن ام عبد کیف حکم اللہ فی من بغی من ھذہ الامۃ قال اللہ و رسولہ اعلم قال لا یجھز علی جریحھا ولا یقتل اسیرھا ولا یطلب ھاربھا۔

Marfat.com

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اے امِ عبد کے فرزند! اس امت میں سے اگر کوئی بغاوت کرے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اس باغی گروہ کے زخمی کو جان سے نہیں مارا جائے گا۔ ان سے جو قید ہوا اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور میدانِ جنگ سے جو بھاگ نکلے اس کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔

باغیوں کے احکام کی تفصیل ہمیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کار سے ملتی ہے اور فقہا نے اکثر کا استنباط آپ ہی کے اسوۂ کریمہ سے کیا ہے۔ جنگِ جمل میں آپ فتح یاب ہوئے اور مخالف گروہ کو شکست ہوئی تو حضرت نے فوراً اعلان فرمادیا لا تقتلوا اسیرًا ولا تجھزوا علی جریح ومن القی السلاح فھو آمن۔ کسی قیدی کو مت قتل کرو، کسی زخمی کو مت جان سے مارو، جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔

اگر حاکم فاسق وفاجر ہے، احکامِ اسلامیہ کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے، اس کے خلاف صلحاء کی کوئی جماعت علمِ بغاوت بلند کرے جن کا مقصد حکومت کے ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل وانصاف بحال کرنا ہو تو ان کے بارے میں فقہا کی آرا مختلف ہیں۔

اکثر فقہا کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار خلیفہ بن جائے اور اس کی وجہ سے ملک میں امن وامان قائم ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت

Marfat.com

کرنا، خواہ وہ ظالم اور فاسق ہی ہو، جائز نہیں۔ کیونکہ اس بغاوت سے اصلاح کی بجائے فساد کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اس بغاوت سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی، سارا ملک اس کی لپیٹ میں آجائے گا، قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا، صدہا بے گناہ مارے جائیں گے، آباد بستیاں ویران ہو جائیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اس فرماں روا کی امداد کریں تاکہ ملک کا وجود ہی خطرہ میں نہ پڑ جائے۔

لیکن بہت سے جلیل القدر علماء کا یہ فتویٰ ہے اور حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس گروہ کے سرخیل ہیں کہ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اُٹھ کھڑا ہو تو انکی امداد کی جائے گی تاکہ یہ کامیاب ہو کر اس ظالم اور فاسق کو مسندِ اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک میں پھر از سرِ نو احکامِ شرعیہ کا نفاذ کر سکیں۔

باغیوں کے بارے میں چند اہم مسائل ذہن نشین کر لیں۔

ان کے قیدی اگر یقین دلا دیں کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

اثنائے جنگ میں باغیوں نے جو جانی اور مالی نقصان کیا ہوگا، ہتھیار ڈالنے کے بعد ان سے اس کا کوئی قصاص یا تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

باغیوں نے اگر کسی علاقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ، عشر اور دیگر محصولات کی رقوم وصول کرتے رہے، اگر وہ علاقہ پھر اسلامی حکومت کے تسلّط میں آجائے تو وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ وغیرہ کا دوبارہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

اپنے مقبوضہ علاقوں میں باغیوں نے اگر عدالتیں قائم کیں اور وہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے رہے۔ اگر قاضی عادل تھا اور اس نے شرعی قواعد کے مطابق فیصلے صادر کیے، تو وہ برقرار رہیں گے اور اگر اس نے دھاندلی کی ہوگی اور احکامِ شرعیہ کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہوگا تو اسلامی عدالت میں وہ مقدمات دوبارہ دائر کیے جاسکیں گے اور پہلے فیصلے کالعدم قرار پائیں گے۔

باہمی جنگ وجدال سے کوئی فریق دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بخاری شریف میں موجود ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت منبر پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کبھی ان کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ پھر فرمایا ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالی ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور آپ کے زمانۂ خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو جنگ کا سلسلہ جاری تھا وہ ختم ہوگیا اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہوگئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مسلمان قرار دیا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے آپ

Marfat.com

سے جمل اور صفین کی جنگیں لڑی ہیں کیا وہ مشرک ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا مِنَ الشِرْكِ فَرُّوا۔ ہرگز نہیں! وہ تو شرک سے بھاگ کر آئے تھے۔ پھر کہا گیا کیا منافق ہو گئے؟ فرمایا ہرگز نہیں! منافق تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو ذکرِ الٰہی دن رات کرتے تھے) پھر پوچھا گیا اگر وہ مشرک اور منافق نہیں تو کیا ہیں؟ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اخواننا بغوا علینا۔ یہ ہمارے اسلامی بھائی ہیں، لیکن انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ باغیوں کا مال، مالِ غنیمت متصور نہیں ہوگا۔ جنگ کے دوران میں اگر اِن کا اسلحہ استعمال کرنے کی ضرورت ہو تو استعمال کی اجازت ہے۔

یہ چند احکام ہیں جنہیں اختصار کے ساتھ یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمایئے۔

(اور انصاف کرو)

یہ جملہ بھی غور طلب ہے۔ یعنی اگر صلح کراتے وقت عدل وانصاف سے کام نہیں لیا جائے گا، ظلم اور بے انصافی کی بنیاد پر صلح کرائی جائے گی تو وہ صلح پائیدار ثابت نہ ہوگی۔ مظلوم فریق مطمئن نہیں ہوگا اور اپنی حق رسی کے لیے موقع کا منتظر ہوگا۔ جب حالات اجازت دیں گے تو پھر فتنہ کی آگ بھڑکا دے گا۔ اس لیے اسلام کو ایسی صلح سے کوئی دلچسپی نہیں جس کی بنیاد ظلم پر ہو اور جو ناپائیدار ہو۔

قارئین کرام! یہ دو گروہوں کے درمیان معاملہ تھا۔ اِس سے اگلی آیتِ مبارکہ میں ہے کہ اگر دو بھائیوں کے درمیان کوئی اختلاف، رنجش یا جھگڑا ہے تو دوسرے اہلِ ایمان کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (الحجرات:10)

"بے شک اہلِ ایمان بھائی بھائی ہیں پس صلح کرادو اپنے دو بھائیوں کے درمیان۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے"۔

تشریح:۔ خانہ جنگی، باہمی قتال وجدال اور ان کے بارے میں ذکر ہو چکا۔ اب پھر باہمی محبت و پیار اور الفت وایثار کے جذبات کو بیدار کرنے کے لیے فرمایا جارہا ہے کہ اہلِ ایمان تو سگے بھائی ہیں۔ ان کا نفع اور نقصان، انکی خوشی اور غمی، انکی فتح اور شکست سب ایک ہیں۔ یہ تھوڑی سی رنجش جو پیدا ہو گئی ہے بالکل عارضی نوعیت کی ہے۔ ان کے بہی خواہوں پر فرض ہے کہ مداخلت کر کے ان کے درمیان صلح کرادیں تاکہ وہ پہلے کی طرح پھر شیر وشکر ہو جائیں۔

اخویکم کے لفظ میں کیا لطف ہے کہ یہ آپس میں لڑنے والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور تمہارے بھی بھائی ہیں اجنبیت اور بے گانگی کا نام ونشان تک نہیں، اس لیے تم بے تعلق نہ بنے رہو اور ان کا تماشا نہ دیکھتے رہو فوری مداخلت کرو اور ان میں صلح کرادو۔

جب دو طاقت ور گروہوں کے دست و گریباں ہونے کا وقت تھا اس وقت بھی حکم دیا کہ ان میں صلح کرادو۔ یہاں جب دو فرد آپس میں گتھم گتھا ہیں تو بھی حکم دیا کہ ان میں صلح کرادو، لیکن پہلے صلح کے بعد واتقوا اللہ نہیں فرمایا گیا اور یہاں امرِ صلح کے بعد واتقوا اللہ کا اضافہ کیا گیا کیونکہ جب فتنہ عام ہو تو ہر شخص کو اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں میں بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ میں نہ

Marfat.com

آ جاؤں، بہی خواہی کا جذبہ نہ بھی ہو تو انسان اپنی سلامتی کے لیے ہی اس آگ کو بُجھانے کے درپے ہو جاتا ہے، لیکن جب معاملہ صرف دو آدمیوں تک محدود ہو تو اس کو اپنے زد میں آنے کا اندیشہ نہیں ہوتا اس لیے ان حالات میں لوگ عام طور پر بے پروائی کرتے ہیں اور مصالحت کے لیے کوشش نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح مسلمانوں کا اجتماعی امن وسکون اہم ہے اسی طرح چند افراد کی خوشی اور سلامتی بھی اسے از حد عزیز ہے۔ اس لیے یہاں اصلحوا کے حکم پر واتقوا اللہ کا اضافہ بھی کر دیا۔ یعنی خدا سے ڈرو اور ان دو بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو تاکہ ان کو بھی امن وامان نصیب ہو اور ان کے گھروں میں بھی آسودگی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تم اُسی وقت مستحق ہو سکتے ہو جب امتِ مسلمہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا مظاہرہ کرے۔

ایسی دل نشینی، ایسی شرینی، ایسی مٹھاس صرف اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہی پائی جاسکتی ہے۔ قرآن حکیم کا یہ وہ اعجاز ہے جس نے فصحائے عرب کو دَم بخود کر دیا تھا۔ یہاں صاحب جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی سماعت فرمائیے:۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام و الصلوٰة و الصدقة۔ قالوابلیٰ یا رسول اللہ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات ابین الحالقه۔

Marfat.com

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل پر آگاہ نہ کروں جس کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ضرور مہربانی فرمایئے۔ فرمایا دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دینا۔ ساتھ ہی بتایا کہ دو آدمیوں کے درمیان فساد کرانا ایمان کو مونڈ کر رکھ دیتا ہے۔

قارئین کرام! آیئے اب اسی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 11 کی تلاوت، ترجمہ اور تشریح پڑھنے کی سعادت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی روشن تعلیمات کا نور اپنی سیرتوں اور کرداروں میں لائیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ
يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ
خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا
بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ
لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

''اے ایمان والو! نہ تمسخر اُڑایا کرے مَردوں کی جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ ان مذاق اُڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اُڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ بُرے القاب سے کسی کو بلاؤ کتنا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں''۔

Marfat.com

تشریح:۔ پہلے ان احکام کا ذکر ہوا جن کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب مسلمان ایک دوسرے کے خلاف صفیں آراستہ کرلیں اور جنگ وقتال شروع ہو جائے۔ لیکن اسلام اصلاحِ احوال کی صرف اسی صورت کا قائل نہیں کہ پہلے حالات کو بگڑنے دیا جائے۔ مختلف عوامل کو کشیدگی پیدا کرنے اور جذبات کو مشتعل کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے جب عداوت کے شُعلے بھڑکنے لگیں اور خون کی ندیاں بہنے لگیں تو آگے بڑھ کر اس آگ کو بُجھانے کی کامیاب یا ناکام کوشش کی جائے۔ اسلام اس سے بھی زیادہ ان مُحرکات کی بیخ کنی پر توجّہ دیتا ہے اور ان اسباب وعلل کے سامنے بند باندھتا ہے جو اس صورتِ حال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

ان آیاتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو ایسی تمام باتوں سے بڑی سختی سے روکا جارہا ہے جن کے باعث اسلامی معاشرہ کا امن وسکون برباد ہوتا ہے، محبت وپیار کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ دیا کہ اے یمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑایا کرو۔ مذاق اِسی کا اُڑایا جاتا ہے جس کی عزت اور احترام دل میں نہ ہو۔ جب آپ کسی کا مذاق اُڑاتے ہیں تو گویا آپ اس چیز کا اعلان کررہے ہوتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں۔ جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے۔ جب دلوں سے ایک دوسرے کی عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو انسان عداوت ودشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی رکاوٹ ایسی نہیں رہتی جو اسے اپنے انجام سے دوچار ہونے سے روک

Marfat.com

سکے۔

استہزاء کی کئی صُورتیں ہیں۔

زبان سے مذاق کرنا۔ نقلیں اتار کر اُس کا منہ چڑانا۔ اس کے لباس یا گفتار پر ہنسنا سب ممنوع ہیں۔ یوں تو شریعت کے سارے احکام عموماً مرد و زن سب کے لیے ہوتے ہیں اور بطورِ تغلیب صیغہ مذکر کا ہی استعمال ہوتا ہے لیکن جو خرابی عورتوں میں نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے اس کو روکنے کے لیے عورتوں کو الگ مخاطب بنایا جاتا ہے۔ یہاں بھی عورتیں چونکہ دوسروں کا مذاق اُڑانے اور ان پر پھبتی کسنے میں بڑی تیز رفتار ہوتی ہیں، اس لیے یہاں اس نازیبا حرکت سے باز رہنے کا الگ حکم دیا اور اس کی وجہ بھی بتا دی کہ جن کو تم حقیر سمجھتے ہو اور ان کا مذاق اُڑاتے ہو، ممکن ہے بارگاہِ الٰہی میں ان کی شان تم سے کہیں زیادہ بلند ہو۔

اِس آیتِ مبارکہ میں دوسرا حکم یہ دیا کہ لا تلمزوا انفسکم۔ لفظ لمز کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابنِ منظور لکھتے ہیں۔ اللمز: العیب فی الوجہ واصل الاشارۃ بالعین والرأس والشفۃ مع کلام خفی۔ کسی کے منہ پر اس کی عیب جوئی کرنے کو اللمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا زیرِ لب آہستہ سے کسی کی عیب چینی کی جائے تو کہتے ہیں لَمَزَ فلان۔ لا تلمزوا فرما کر بتا دیا کہ کسی طرح بھی تمہیں یہ اجازت نہیں کہ اپنے بھائی کے عیب گِنواؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اُچھالتے رہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اللمز تتبع المعاب۔ کسی کی کمزوریوں اور عیوب کا کھوج لگاتے رہنا۔ ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کا عیب ظاہر ہو۔ اگر کوئی

Marfat.com

شخص اس کی خامیوں کا برملا اظہار کرتا ہے اور اس کے عیوب کے کھوج میں لگا رہتا ہے تو اس کا کبیدہ خاطر ہونا ایک قدرتی امر ہے اور قرآن حکیم اس کی اجازت نہیں دیتا قرآن حکیم کا اسلوب ملاحظہ ہو۔ یہ نہیں کہا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا لا تلمزوا انفسکم۔ یعنی تم اپنی عیب جوئی نہ کیا کرو۔ مقصد یہ ہے کہ جس کی برائیاں کرتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر تو نہیں، تمہارا بھائی ہے اس کی بدنامی تمہاری بدنامی ہے۔ اس کی فضیحت ہوئی تو شرمندہ تم ہو گے۔ اس کا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ بھی تمہارے عیوب ونقائص کو طشت ازبام کرے گا۔ تم اس کی عیب جوئی نہ کرتے تو وہ تمہاری نہ کرتا، اب تمہیں جو خجالت ہو رہی ہے یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا ثمر ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔

اِس آیتِ مبارکہ میں تیسرا حکم یہ دیا کہ لا تنابزوا بالالقاب۔ لفظ تنابزوا کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابنِ منظور لکھتے ہیں۔ النبز : اللقب۔ التنابز: التداعی بالالقاب وھو یکثر فیما کان ذما۔ (لسان العرب) یعنی کسی کو کسی ایسے لقب سے ملقب کرنے کو لغت میں نبز کہتے ہیں عموماً اس کا استعمال اس لقب کے لیے ہوتا ہے جس میں کسی کی مذمت ہو اور جسے وہ شخص ناپسند کرے۔ کسی اندھے کو اندھا اور کانے کو کانا کہنا بھی جائز نہیں۔ ہمیشہ ایسے اسماء اور القاب سے دوسرے کو بلاؤ جس سے سُننے والا خوش ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑے ہی پیارے انداز سے اپنے بندوں کو تنبیہہ فرما رہا ہے کہ تم اب میرے ہو چکے ہو، تمہیں اب ایسی کوئی نازیبا حرکت نہیں کرنی چاہیے

Marfat.com

جس کی وجہ سے تمہیں بدنام اور فاسق کہا جائے۔ اگر تم اسلام قبول نہ کرتے، میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان نہ لاتے اور شترِ بے مہار بنے من مانیاں کرتے رہتے تو تم سے کسی کو شکایت نہ ہوتی۔ اب تم مُشرف بہ اسلام ہو چکے ہو۔ لوگ بجا طور پر تم سے توقع رکھتے ہیں کہ تم خیر و صلاح کا عملی نمونہ پیش کرتے رہو گے، نیکی اور پارسائی تمہارا شعار ہوگا۔ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہلا کر اگر تم فسق و فجور سے اپنا دامن نہیں بچاتے تو بڑی بے حیائی اور افسوس کی بات ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

گر نہ داری از محمد رنگ و بُو   از زبانِ خود میالا نامِ اُو

''یعنی اگر تمہاری سیرت اور کردار اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے رنگ و بُو سے بہرہ ور نہیں تو تمہیں قطعاً زیب نہیں دیتا کہ اپنی ناپاک زبان سے اُن کا پاک نام لو۔''

اِس آیتِ مبارکہ کا اختتام کرتے ہوئے فرمایا جو شخص ان ناشائستہ حرکات سے تائب نہیں ہوتا وہ ظالم ہے۔ آیت کے اِس جملہ سے فقہائے کرام نے ہتکِ عزت کا اسلامی قانون اخذ کیا ہے۔ کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو نصِ قرآنی کے مطابق اس پر حدِ قذف لگائی جائے گی۔ لیکن اس کے علاوہ بھی اگر کوئی شخص کسی کے حق میں بُرے الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف اسلامی عدالت میں ہتکِ عزت کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے اور قاضی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسے شخص پر اس کے مناسب حال تعزیر لگائے۔ رُوح البیان میں وہ الفاظ تفصیل سے مرقوم ہیں جن کے باعث تعزیر لگ سکتی ہے۔ اِن میں خبیث، مخنّث

Marfat.com

اور پلید کے الفاظ بھی ہیں جنہیں ہمارے ہاں بڑی بے پروائی سے استعمال کیا جاتا ہے۔

قارئینِ کرام! آیئے اِسی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 12 کی تلاوت کریں اور اِس کا ترجمہ اور تشریح پڑھیں اور اِس کی روشنی میں اپنی سیرتوں کا جائزہ لیں کہ ہم کس قدر فرمان باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہیں۔

"میں بصد ادب واحترام اُن اہلِ علم جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک خاص حصہ خالصتاً دینی علم حاصل کرنے کے لیے صرف کیا، کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ وہ اپنے روزمرہ کے عمل پر ضرور نظر ڈالیں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں"۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الحجرات:12)

"اے ایمان والو! دُور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

تشریح:۔ ابھی مسلم معاشرہ کو ہر قسم کی شکر رنجی سے محفوظ رکھنے کیلئے جو

Marfat.com

ہدایات دی جا رہی تھیں ان کا سلسلہ اس آیت مبارکہ میں بھی جاری ہے۔ فرمایا بکثرت ظن وگمان کرنے سے اجتناب کیا کرو۔ کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اگر تم ظن وگمان کے شیدائی بن جاؤ تو ہوسکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں روکا اور نہ ہر قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد قسمیں ذکر کی ہیں۔ واجب، مستحب، مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن کرنا واجب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللّٰہ عزوجل۔ تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے۔ یقول اللّٰہ انا عند ظن عبدی بی فلیظن ماشاء کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن رکھے۔

مستحب کی مثال:۔ مومن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو حُسنِ ظن کرنا مستحب ہے۔

مباح کی مثال:۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہوں اس کے متعلق سُوءِ ظن کرنا مباح ہے، لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں، اُس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کاروائی کرنا جائز نہیں۔

Marfat.com

ممنوع کی مثال:۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث پاک ہے اذا ظننتم فلا تحققوا۔ یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔ شریعت میں نصوص کے خلاف ظن وتخمین سے کام لینا ممنوع ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔ اور اس کی دلیل انہوں نے یہ پیش کی ہے کہ بعد میں فلا تجسّسوا فرمایا ہے، کیونکہ جب کسی پر تہمت لگتی ہے تو طبیعت چاہتی ہے کہ اس کا سراغ لگایا جائے اور صحیح حالات پر آگاہی حاصل کی جائے۔

کسی مسلمان کے عیبوں کا سراغ لگانا اور اس کے پوشیدہ حالات کو کریدنا ممنوع ہے اس طرح اس کی پردہ دری ہوگی، حالانکہ ہمیں پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے من ستر مسلمًا سترہ اللّٰہ یوم القیامۃ۔ جو اس دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ابو بردہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یامعشر من امن بلسانہ ولم یدخل الایمان قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فان من اتبع عوراتھم یتبع اللّٰہ عورتہ ومن یتبع اللّٰہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ۔ یعنی اے وہ گروہ جو زبان سے تو ایمان لایا ہے لیکن ایمان اس کے دل میں ابھی پختہ نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو۔ ان کی پوشیدہ باتوں کا سراغ مت لگایا کرو۔ جو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں

Marfat.com

کا پیچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مخفی باتوں کا پیچھا کرتا ہے اور جس کی مخفی باتوں کا پیچھا اللہ تعالیٰ کرے تو وہ اس کو اپنے گھر میں رُسوا کر دیتا ہے۔ اسی طرح اربابِ حکومت کو بھی بلا وجہ لوگوں کے مخفی رازوں پر آگاہی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ انك ان اتبعت عورات الناس افسدتهم او كدت ان تفسدهم۔ یعنی اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتیں جاننے کے درپے ہو گے تو تم انہیں خراب کر کے چھوڑو گے۔

انسان کی پرائیویٹ زندگی کا اسلام میں جس قدر احترام ہے اس کا اندازہ آپ اس مشہور تاریخی واقعہ سے بآسانی لگا سکتے ہیں جو خرائطی نے ثور کندی کے واسطہ سے مکارم اخلاق میں نقل کیا ہے۔ ایک رات حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے کہ ایک گھر سے آپ کو ایک شخص کے گانے کی آواز آئی، دیوار پھاند کر آپ اندر داخل ہو گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے اور قریب ہی شراب رکھی ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے بے قابو ہو گئے اور فرمایا یا عدو الله اظننت ان الله يسترك وانت على معصية۔ اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! کیا تجھے گمان تھا کہ تو ایسی نافرمانی بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی بھی کرے گا۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین، عجلت سے کام نہ لیں، اگر میں نے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَجَسَّسُوْا کسی کی جاسوسی نہ کیا کرو، آپ نے میری جاسوسی کی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا۔ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو، آپ دیوار پھاند کر داخل ہوئے ہیں۔ تیسرا ارشادِ خداوندی ہے۔ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا۔ داخل ہونے سے پہلے اہلِ خانہ سے اجازت لو، اور آپ میری اجازت کے بغیر اندر آگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں اب تم کو معاف کردوں تو کیا تم آئندہ ان جرائم کا ارتکاب نہ کرو گے۔ اس نے جواب دیا جی ہاں اس کے بعد ایسا نہیں کروں گا۔

البتہ اگر کسی کی سرگرمیاں ملک وملت کے خلاف ہوں، وہ دشمن سے سازباز کر رہے ہوں یا کسی کو قتل کرنے کے مشورے کر رہے ہوں تو ایسے لوگوں کے احوال کی جانچ پڑتال کرنا مباح ہے۔

لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ط ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو غیبت کی تعریف خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دریافت کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ذکرک اخاک بمایکرہ۔ اپنے بھائی کا ایسا ذکر جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کی گئی اگر وہ بات اُس میں پائی جاتی ہو تو بھی اس کا ذکر غیبت ہوگی، فرمایا اگر وہ بات اُس میں پائی جاتی ہے اور تُو اس کا ذکر کرے تو تُو نے اُس کی غیبت کی اور اگر ایسی بات کا ذکر کرے

Marfat.com

جو اُس میں نہیں پائی جاتی تو تُو نے اُس پر بہتان باندھا۔

قرآنِ کریم نے لوگوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لیے ایک ایسی تشبیہ دی ہے کہ جس کو سُن کر کوئی سلیم الطبع غیبت کی طرف راغب نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کیا کوئی شخص انسانی گوشت کھانا پسند کرے گا اور انسان بھی وہ جو مُردہ ہو اور مُردہ بھی وہ جو اُس کا اپنا بھائی ہو۔ اسی چیز کو ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک اور انداز سے بیان فرمایا کہ جب ماعز نے اعترافِ زنا کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے سنا کہ دو آدمی آپس میں اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں کہ اس شخص کی طرف دیکھو جس کا گناہ اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا مگر اُس نے خود انکشاف کیا، پھر اسے سنگسار کیا گیا جس طرح کُتے کو کیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہ بات سُنی اور خاموش رہے۔ پھر کچھ وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مُردار گدھے کے پاس سے گزرے، فرمایا فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا ہم حاضر ہیں۔ فرمایا اُترو اور اِس مُردار گدھے کو کھاؤ۔ وہ کہنے لگے اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اس مُردار کو کون کھاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا فمانلتمامن عرض اخیکمااشدمن الاكل منه والذی نفسی بیدہ انه الان لفی انهار الجنة يَنْغَمِسُ فيها۔ یعنی تم مُردہ گدھا کھانے سے نفرت کرتے ہو لیکن اپنے بھائی کی عزت پر جو تم نے حملہ کیا ہے وہ مُردار کھانے سے زیادہ بدتر ہے۔ پھر فرمایا اِس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت

Marfat.com

میں میری جان ہے، وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ غیبت کبیرہ گناہوں سے ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کر بیٹھے تو توبہ کرے۔ اگر ہو سکے تو جس کی غیبت اِس نے کی ہے اُس سے بخشوالے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت تم نے کی ہے اس کے لیے بکثرت مغفرت کی دُعا مانگو۔

لیکن بعض صُورتیں ایسی ہیں جبکہ غیبت مباح ہو جاتی ہے۔ وہ فاسق جو اعلانیہ فسق وفجور کا ارتکاب کرتا ہے اس کے عیوب کا ذکر غیبت نہیں، حدیث شریف میں ہے۔ من القی جلباب الحیاء فلا غیبة له۔ جو شخص حیاء کی چادر اتار کر پھینک دے اُس کی کوئی غیبت نہیں۔ دوسرا ارشاد ہے اذکروا الفاجر بمافیه کی یحذره الناس۔ فاجر کی خرابیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچتے رہیں۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی غیبت ممنوع ہے جو اپنی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اسی طرح بدعقیدہ عالم اور ظالم بادشاہ کے عیوب بیان کرنا بھی غیبت نہیں۔ اگر کوئی شخص قاضی کے پاس دعویٰ کرتا ہے اور اس ضمن میں اپنے مخالف کے عیوب بیان کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہندہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ان اباسفیان رجل شحیح لا یعطینی ما یکفینی اناوولدی فاخذ من غیر علمه۔ کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے، مجھے اتنا نہیں دیتا جس سے میرا اور میرے بچوں کا گزر ہو سکے کیا میں اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہوں۔ حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا نعم فخذی ہاں لے سکتی ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے لصاحب الحق مقال۔ جس کا حق ہو اُسے بات کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رشتہ کرنے کے بارے مشورہ طلب کرے تو اسے صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا جائز ہے۔ فاطمہ بنتِ قیس کو جب اس کے خاوند نے طلاق دے دی تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغام بھیجا، وہ مشورہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا۔ فامامعاویة فصعلوك فلامال له واما ابو جهم فلايدع عصاه عن عاتقه۔ یعنی معاویہ مفلس اور قلاش ہے اور ابوجہم اپنے کندے سے عصا دُور نہیں کرتا۔ یہ اس لیے تھا کہ فاطمہ بنتِ قیس کو دھوکا نہ ہو۔

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غیبت جیسے بُرے عمل سے اہلِ اسلام کو باز رہنے کا کس قدر سخت حکم دیا ہوا ہے اِس لیے آپ کی خدمت میں پھر عرض گزار ہوں کہ آپ اِس آیتِ مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے روزمرہ کے اعمال کا جائزہ لیں۔ ہم مسلمانوں میں یہ بیماری عام پھیل چکی ہے اس لیے اِسکا علاج بہت ضروری ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔

اَب آیئے اِسی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 13 اور اُس کا ترجمہ اور تشریح پڑھیں اور ذرا غور کریں کہ ہم نے اسلام کو دین کے طور پر کتنا اپنا رکھا ہے اور اِس دین کا کلمہ پڑھنے کے باوجود ''مشرکانہ نظریات یعنی ذات پات کے بتوں کو ہم

Marfat.com

نے کس قدر سینے سے لگا رکھا ہے اور اِن کو کسی قیمت پر اپنے سے جدا کرنے کے لیے تیار نہیں''۔

حالانکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾ (الحجرات: 13)

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے''۔

تشریح:۔ دورِ جاہلیت کے عرب دیگر گوناگوں خرابیوں کے ساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری میں بُری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف و اعلیٰ خیال کرتے۔ اِن سب میں قریش کے فخر و مباہات کی شان ہی الگ تھی۔ جب مکہ فتح ہوا اور اِس کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کے اُوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شرفائے قُریش پر کوہِ اَلم ٹوٹ پڑا۔ ان کے دِلی حُزن و ملال کا اندازہ اس مکالمہ سے لگایئے جو اُن میں ہوا۔

عتّاب ابنِ اَسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ رُوح فرسا منظر دیکھنے

Marfat.com

سے پہلے مر گیا۔ حارث ابنِ ہشام کہنے لگا کہ اس کالے کوے کے بغیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم (فداہ اَبی واُمی) کو اور کوئی موذن نہیں ملا۔ سُہیل ابنِ عمر و نے کہا جیسے اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ ابوسفیان نے کہا مَیں تو کچھ نہیں کہتا، ایسا نہ ہو کہ ہماری اِس گفتگو پر اللہ تعالیٰ اس کو آگاہ کردے۔ اِسی وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور ان کے اس زعمِ باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

تفاخر کا یہ نظریہ فقط جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ رُوئے زمین پر جو متمدّن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں۔ کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا کہیں انکے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی، کہیں زبان اور رنگ وجہِ افتخار بنے ہوئے تھے۔ اِس فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ہر قوم اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطۂ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ دوسرے ممالک کو تاخت وتاراج کرے، ان کی دولت کو لوٹے، ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ اِس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ وجدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور شرفِ انسانی کی قبا تہذیب وتمدن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تارتار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنۂ مظلمہ کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی انکی ہلاکت آفرینیوں سے انسانیت کی جبیں شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔ بھارت، جسے دنیا بھر میں سب سے بڑا جمہوری مُلک ہونے کا دعویٰ ہے وہاں آج بھی طبقاتی امتیازات جوں کے توں

Marfat.com

قائم ہیں۔ بھارت کے طول وعرض میں اس اکیسویں صدی میں بھی اچھوت نہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔ امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے دروازوں پر جلی حروف میں لکھا ہے۔ ''ریڈ انڈین (وہاں کے اصلی باشندے) اور کتے داخل نہیں ہو سکتے''۔ سفید فام باشندوں کے سکول اور کالج تک مخصوص ہیں جہاں سیاہ فام حبشی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اپنی قومی برتری کا یہ غرور تھا جس نے جرمن قوم میں ہٹلر کا روپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وطنیت، قوم، رنگ، نسل، اور زبان کے بتوں کی پوجا آج بھی اس زور شور سے ہو رہی ہے۔ اس مختصری آیت میں ان تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو، تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے تمہارا مادۂ تخلیق بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔ اولادِ آدم کا مختلف شعوب وقبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف واعلیٰ خیال کرے، بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔ کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت اس میں

Marfat.com

انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہ تھا اس لیے قرآنِ کریم نے اس کو وجہِ افتخار قرار نہیں دیا البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہوگا وہ غرور سے یکسر پاک ہوگا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لیے باعثِ خیر و برکت ہوگا بلکہ تمام نوعِ انسانی اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مختلف مواقع پر بڑے اثر انگیز انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

چند ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ملاحظہ فرمایئے:

فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی اُونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اُونٹنی کے بیٹھنے کے لیے بھی جگہ نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم لوگوں کے بازوؤں کا سہارا لے کر اُونٹنی سے اُترے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ:۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے تم سے عہدِ جاہلیت کی خامیاں دُور کر دیں اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسانوں کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک، متقی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہے۔ دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے، ورنہ سارے آدم کی اولاد ہیں اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ:۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کالے کو سُرخ پر اور نہ کسی سُرخ کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پوچھا لوگو! کیا میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

ترجمہ:۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی زیادہ حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ روزِ محشر تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں باز پُرس نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو متقی ہوگا۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ان اِرشادات کا اعجاز تھا کہ ایک ایسی اُمت معرضِ وجود میں آگئی جن کے نزدیک عظمت وبزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔فخر ومباہات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہوگیا۔

قارئین کرام! اِس آیت مبارکہ کو تحریر کرنے سے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے دین اسلام کا کلمہ پڑھنے کے باوجود مُشرِکانہ نظریات کو سینے سے لگا رکھا ہے اور اُن کو کسی قیمت پر اپنے سے جدا کرنے کے لیے تیار نہیں۔آپ نے آیت مبارکہ اور اُس کا ترجمہ وتشریح پڑھی۔اَب نہایت معذرت کے ساتھ ایک سوال پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اِس آیت مبارکہ کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد مجھے بتائیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے احکامات پر عمل کرر ہے ہیں یا کہ دشمنانِ خدا اور دشمنانِ اسلام کے حکم پر؟ ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہیں یا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں؟'' جواب ہمارے سامنے ہے''۔

قارئین کرام! ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کریں اور ساتھ شکوہ بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ نے برکت اُٹھالی ہے اور ہر طرح کی پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے،ہمیں شکوہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ ہم خدا کو چھوڑ کر دشمنانِ خدا کا ساتھ دے رہے ہیں۔

Marfat.com

اور ارشادِ ربانی ہے۔

وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ط (الحج:40)

''اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا اُس کی جو اُس (کے دین) کی مدد کرے گا''۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ اس کا قاعدہ بیان فرمادیا جو اس کے نام کو بلند کرتا ہے جو اس کے دین کی اشاعت کرتا ہے جو شمعِ توحید کو ہاتھ میں لے کر طوفانوں، آندھیوں سے الجھتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہے تاکہ دلوں کے ظلمت کدوں کو منور کردے۔ کفروشرک کے اندھیروں نے جہاں صدیوں سے خیمے گاڑ رکھے ہیں وہاں حق کا اُجالا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدونصرت کے مستحق یہی عالی ظرف لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل قانون ہے۔ پہلے بھی ایسا ہی ہورہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا جس کے دل میں اِس کے متعلق کوئی کھٹکا ہو وہ آگے بڑھے اور خود تجربہ کرکے دیکھ لے۔

قارئین کرام! انتہائی دُکھ کے ساتھ یہ تحریر کررہا ہوں، کہ آج ہمارے معاشرہ میں جو ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے افراتفری ہے اِس میں اہلِ علم کا بہت زیادہ ہاتھ ہے۔ وہ یوں کہ اِن اہلِ علم نے حدودُ اللہ کے منکروں یعنی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حرام نہ سمجھنے والوں کے سامنے حق بیان کرنے سے گریز کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام کررکھا ہے اُن چیزوں کا کاروبار کرنے والوں کی اِن اہلِ علم نے سرپرستی شروع کردی اور آج حالت یہ ہے کہ مسلمان ہر قسم کا حرام کاروبار بڑے فخر سے کررہے

Marfat.com

ہیں۔شراب، جوئے، خنزیر اور دنیا میں بُرائی کو پھیلانے والے گندے رسائل کا حرام کاروبار کرنے والے یہ لوگ معاشرے میں معزز اور محترم بنے بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گھروں یعنی مساجد میں اِن کو ہمارے اہلِ علم نے محترم اور باعزت بنا رکھا ہے۔ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اِن اہلِ علم نے شریعتِ اسلامیہ کے اصول اِن لوگوں کے ہاتھ دے رکھے ہیں جو قرآن وسُنت کے مقابلے میں اپنی مرضی کے اصول بنائے بیٹھے ہیں اور یہ اہلِ علم شریعتِ اسلامیہ کا مذاق اُڑانے والوں کے اشاروں پر لبیک کہہ رہے ہیں اور اگر کوئی اِن اہلِ علم سے گزارش کرے کہ جناب قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ اور تشریح پڑھ کر سنائیں تو یہ اہلِ علم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام نہ سنانے میں اپنی عافیت تصور کر رہے ہیں۔

قارئین کرام! آپ پیچھے حکمِ خداوندی اور اُس کی تشریح پڑھ آئے ہیں کہ (کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کرنے سے اور حرام کھانے سے بے شک بہت بُرے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے) (المائدہ آیت نمبر 63) اَب آپ کی خدمت میں وہ آیاتِ مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو شیطان کی کارستانیاں قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو اِن سے بچنے کا حکم دیا ہوا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ

''وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کی بابت، آپ فرمایئے اِن

Marfat.com

دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے۔ان کے فائدے سے"۔(البقرۃ:219)

تشریح:۔شراب کی حُرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی بعض سلیم طبیعتیں اِس کو گوارا نہیں کرتیں تھیں۔چنانچہ حضرتِ فاروقِ اعظم اور حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہمیں شراب کے متعلق حکم دیجیے۔فانھا مذھبۃ لِلعقل ومسلبۃ لِلمال۔یہ عقل زائل کرنے والی اور مال ضائع کرنے والی ہے تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اِس پر بعض نے شراب ترک کردی اور بعض پیتے رہے کیونکہ اِس میں صراحۃً روکا نہیں گیا تھا۔ایک روز حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف نے بعض احباب کو بُلایا اور انہیں شراب پیش کی۔جب وہ پی کر مَست ہوگئے تو شام کی نماز کا وقت ہوگیا۔اِنہیں میں سے ایک صاحب نے امامت کرائی اور سُورہ الکافرون کی تلاوت شروع کی اور بجائے لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ (مَیں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو) کی جگہ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ (میں بھی ان کی عبادت کرتا ہُوں جن کی تم کرتے ہو) پڑھ گئے۔تو اُس وقت حکم ہوا۔لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡتُمۡ سُکٰرٰی کہ نشہ کی حالت میں نماز مت پڑھو۔پھر ایک محفل میں جس کا اہتمام عتبان بن مالک نے کیا تھا۔جب جام شراب گردش میں تھا اور حاضرین کو خمار چڑھنا شروع ہوا تو لگے اپنے اپنے قبیلوں کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے۔کسی صاحب نے انصار کی ہجو میں شعر کہہ دیا۔ایک انصاری نے اُونٹ کے جبڑے کی ہڈی ان کے سر پر دے ماری اور سر پھوڑ دیا۔بارگاہِ رسالت صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں شکایت کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے التجا کی۔ اے اللہ! شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما۔ تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ یہ شراب کی حُرمت کا اٹل حکم تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بُت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ"۔ (المآئدہ: نمبر 90)

تشریح:۔ عرب میں شراب کا عام رواج تھا گنتی کے چند آدمیوں کے علاوہ سب اِس کے متوالے تھے۔ شراب جو اَن گنت جسمانی اَور رُوحانی بیماریوں کا سبب، اخلاقی اور معاشی خرابیوں کی جڑ اَور فتنہ وفساد کی عِلت ہے اِسلام کے پاکیزہ نظامِ حیات میں اس کی کیوں کر گنجائش ہوسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قطعی حرام کردیا۔ لیکن حرمت کا حکم آہستہ آہستہ اور تدریجاً نازل ہوا تاکہ لوگوں کو اس پر عمل کرنا آسان ہوجائے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں تو صرف اِتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے) اس کے کچھ عرصہ بعد یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ کہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔ یہ آیات اس آخری حکم کا پیش خیمہ تھیں۔ اگرچہ شراب کی حُرمت کا صراحۃً ان میں ذکر نہ تھا

Marfat.com

لیکن کئی سلیم طبیعتوں نے اُس وقت ہی شراب چھوڑ دی تھی۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ الٰہی میں اس کی قطعی حُرمت کے لیے اِلتجائیں کیا کرتے۔ اِس اثناء میں چند ایسے واقعات بھی رُونما ہوئے جس سے شراب پینے کے نقصانات کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زیادہ سے زیادہ اِحساس ہونے لگا۔ جب ایمان پختہ ہو گئے تعلیماتِ اِسلامیہ قلب و رُوح کی گہرائیوں میں بس گئیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی عادت فطرت بن گئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضور رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک خادم کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں پھر کر بلند آواز سے ان آیاتِ مبارکہ کا اعلان کرے، جب وہ منادی کرنے والا اعلان کرنے نکلا تو کئی جگہ شراب کی محفلیں آراستہ تھیں، میخوار جمع تھے۔ پیانے گردش میں تھے۔ جونہی کان میں هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کی آواز پہنچی ہاتھوں پر رکھے ہوئے پیالے زمین پر پٹخ دیئے گئے۔ ہونٹوں سے لگے ہوئے جام خود بخود الگ ہو گئے۔ جام و سبُو توڑ دیئے گئے۔ مشکوں اور مٹکوں میں بھری ہوئی مئے ناب اُنڈیل دی گئی۔ وہ چیز جو انہیں از حد عزیز تھی اب گندے پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔ حیرت یہ ہے کہ اس کے بعد کسی صحابی نے شراب پینے کی خواہش کا اظہار تک نہ کیا۔ قرآن پاک کی اثر آفرینی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے فیضِ تربیت، صحابہ کرام کی کامل ترین اطاعت و فرمانبرداری اور اسلام کی انقلاب آفرین قوت کا یہ وہ عدیم النظیر مظاہرہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ شراب کے زہریلے اثرات دیکھ

Marfat.com

کر یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹر اور دانشور لرزہ براندام ہیں۔ اِس مصیبت سے اپنی قوم کو چھٹکارا دلانے کے لیے بڑی بڑی مخلصانہ کوششیں کی جارہی ہیں۔ حکومتِ امریکہ نے پورے چودہ سال تک شراب کے خلاف زور شور سے جہاد جاری رکھا۔ اور اِس جہاد میں نشر واشاعت اور پروپیگنڈے کے جدید ترین اور قوی ترین وسائل اختیار کیے۔ اخبارات، رسالے، لیکچرز، تصاویر اور فلمیں سبھی شراب سے نفرت دلانے کے لیے برسرِ پیکار رہے۔ اِس عظیم مہم پر حکومت نے تقریباً چھ کروڑ ڈالر خرچ کیا۔ پچیس کروڑ پونڈ کا خسارہ برداشت کیا۔ تین سو افراد کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا۔ پانچ لاکھ سے زائد اشخاص کو قید و بند کی سزائیں دیں۔ بھاری جُرمانے کیے۔ بڑی بڑی جائدادیں ضبط کی گئیں لیکن یہ ساری چیزیں بیکار ہوئیں۔ آخر کار حکومت کو اپنی شکست فاش کا اِعتراف کرنا پڑا اور اس نے شراب نوشی جس کے خلاف عرصہ دراز تک وہ معرکہ آراء رہی تھی کو 1933 میں قانوناً جائز قرار دے دیا۔ (ماخوذ از ماذا خسر العالم)

اِسی طرح برطانیہ میں جو برائے نام پابندی تھی اِسے بھی 1961 میں واپس لے لیا گیا اور اس کی بیخ کنی کے لیے ساری مساعی کے ناکام ہو جانے کے بعد اسے بھی قانونی طور پر سندِ جواز مل گئی۔ (ریڈرز ڈائجسٹ مئی 1964) لیکن سب بے فائدہ بے اثر! یہ اسلام کی قوتِ قاہرہ تھی جس نے اپنے ایک فرمان سے ساری قوم کو اِس بلائے بے درماں سے رہائی دلا دی۔

یہاں چار چیزوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ خمر، میسر، انصاب، اور ازلام۔ اگرچہ انکے متعلق توضیحی نوٹ گزر چکے ہیں لیکن مختصراً یہاں بھی کچھ عرض کرنا

Marfat.com

مناسب ہے۔

خمر: كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ وَهٰذِهِ التَّسْمِيَةُ لُغَوِيَّةٌ وَّشَرْعِيَّةٌ ہر مدہوش کر دینے والی شراب کو خمر کہتے ہیں۔ عصیر عنب سے اس کی تخصیص تعسف ہے۔ کیونکہ مدینہ طیبہ میں جو شراب استعمال ہوتی تھی وہ انگور، گندم، جو، کھجور اور شہد سے کشید ہوا کرتی تھی۔ اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو کسی صحابی نے بھی یہ نہیں سمجھا کہ صرف انگوری شراب ہی حرام ہے حالانکہ وہ اہلِ زبان تھے۔

میسر: مطلقاً جوا کو کہتے ہیں خواہ اس کی صورت کیسی ہو۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اَلشِّطْرَنْجُ مِنَ الْمَيْسِرِ کہ شطرنج بھی جوا ہے۔

انصاب: ان پتھروں کو انصاب کہا جاتا ہے جو حرم میں کعبہ کے اِرد گرد نصب تھے اور کفار اُن کے لیے جانور ذبح کرتے اور اُن کا خون ان پتھروں پر مل دیتے۔

ازلام: وُہ تیر جن کے ذریعہ فالیں نکالی جاتی تھیں نیز وہ تیر جن کے ساتھ جوا کھیلا جاتا تھا۔ اِس آیتِ مبارکہ میں مقصود تو شراب اور جوا کی حُرمتِ قطعی کو بیان کرنا ہے لیکن انصاب اور ازلام کو ساتھ ذکر کر کے ان کی قباحت کو اور زیادہ عیاں کر دیا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شراب! تیرا ذِکر تو جوئے اور انصاب و ازلام کے ساتھ ملا کر کیا گیا ہے بُعْدًا لَّكَ وَسُحْقًا تیرا استیاناس ہو، تیرا خانہ خراب ہو۔

بدبودار، غلیظ اور گندی چیز کو رجس کہتے ہیں۔ يُقَالُ لِلنَّتْنِ وَالْعَذِرَةِ وَالْاَقْذَارِ رِجْسٌ (قرطبی) مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ کہہ کر بتایا کہ یہ چیزیں اتنی غلیظ اور ناپاک ہیں کہ سلیم الفطرت انسان از خود ان کی طرف مائل نہیں ہوتا،

Marfat.com

صرف شیطان کی وسوسہ اندازی ہی اسے ان قبیح حرکات کے ارتکاب کی رغبت دِلاسکتی ہے۔

قارئینِ کرام! اِس سے اگلی آیتِ مبارکہ بھی شراب اور جوئے کے متعلق ہی ہے۔

آیئے اللہ تعالیٰ کا پاک کلام پڑھیں اور سمجھیں، اللہ تعالیٰ اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (المآئدۃ:91)

''یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یادِ الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟''

تشریح:۔ شراب اور جوا کو حرام کرنے کی حکمت بیان فرمائی جارہی ہے اگر چہ انکی خرابیاں بے حد بے شمار ہیں اور وُہ قومیں جو اس کو شیرِ مادر سمجھ کر پیا کرتی ہیں وُہ بھی اگر چہ اس کو چھوڑ دینے سے عاجز ہیں لیکن اِن خرابیوں اور نقصانات کا برملا اعتراف کرتی ہیں۔ قرآنِ کریم نے مختصر سے الفاظ میں ان کی دو مضر ترین خرابیوں کا ذکر کر کے ان کی قباحت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا۔ بتایا کہ شراب اور جوا کی حُرمت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے عداوت اور دُشمنی کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ گہرے دوست ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، سگے

Marfat.com

بھائی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں۔ اور دُوسری وجہ یہ ہے کہ انسان نماز اور یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بد نصیبی اور محرومی ہو سکتی ہے کہ موذن اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرفِ باریابی حاصل کرنے کی دعوت دے رہا ہو اور کوئی اُس وقت شراب کے نشہ میں مدہوش پڑا ہو یا جوا کی بازی جیتنے میں یوں کھویا ہوا ہو کہ اسے خبر تک نہ ہو کہ رحمت کی گھڑی آئی بھی اور گزر بھی گئی۔ اور جب شراب اور جوا کی حُرمت کی وجہ یہ ہے کہ وُہ یادِ خدا سے غفلت کا سبب بنتے ہیں تو شطرنج اور تاش وغیرہ جب اپنے کھیلنے والوں کو اِتنا منہمک کردیں کہ نماز کی ہوش تک نہ رہے تو یہ کیوں حرام نہ ہوں گے۔ فَإِنْ كَانَتِ الْخَمْرُ اَنَّمَا حُرِّمَتْ لِاَنَّهَا تُسْكِرُ فَتَصُدُّ بِالْاِسْكَارِ عَنِ الصَّلٰوةِ فَلْيُحَرَّمِ النَّرْدُ وَالشَّطْرَنْجُ لِاَنَّهٗ يُغْفِلُ وَيُلْهِيْ فَيَصُدُّ بِذٰلِكَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (قرطبی)

جوئے کے متعلق اِسی سورۃ المآئدہ کی آیت نمبر 3 کی تشریح کرتے ہوئے تفسیر ضیاء القرآن میں جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اہلِ عرب کی دوسری عادت یہ تھی کہ وہ تیروں کے ذریعہ جوا کھیلا کرتے۔ اِن تیروں کی تعداد دس ہوا کرتی۔ سات پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوتا اور تین خالی ہوتے۔ اِس فعلِ بد کو بھی ممنوع کیا گیا۔ کیونکہ انسان اِس طرح بھی دولت کمانے کے ایسے راستے تلاش کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے جن میں نہ ذہنی کاوش کا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ جسمانی مشقت کا۔ اِس میں ہارنے والے کا مال بغیر اُس کی رضامندی کے جیتنے والے کے پاس چلا جاتا ہے اور یہ ناجائز ذرائع سے

Marfat.com

دوسروں کا مال ہڑپ کرنے کی ایک واضح صورت ہے جس سے اِسلام نے منع فرمایا ہے۔ چشمِ زدن میں امیر کبیر بن جانے کی ہوس میں لوگوں کو گھروں کی اینٹیں بیچتے دیکھا ہے۔ کئی خوشحال کُنبے چند دنوں میں غُربت اور افلاس کے گڑھے میں گرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ جو چیز اِتنی خرابیوں کا باعث ہو اِسلام اُس کو کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ ایک بات اور یہاں غور طلب ہے۔ اُس وقت بھی کئی لوگ جوا میں جیتی ہوئی رقم کو اپنے اُوپر خرچ نہ کرتے بلکہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی اس سے اعانت کیا کرتے۔ لیکن قرآن پاک نے جوا کو ممنوع کرتے وقت اِس صُورت کو مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ جوا کی دیگر صُورتوں کی طرح اِسے بھی حرام کردیا۔ آج کل ہمارے ہاں جو یہ رسم قبولِ عام حاصل کررہی ہے کہ کہیں طوفان یا سیلاب آیا یا کوئی دوسری مُصیبت ٹوٹی تو مُصیبت زدگان کی اِمداد کے لیے چندہ فراہم کرنے کے لیے کہیں رقص وسرور کی محفلیں سجائی جاتی ہیں اور کہیں فلم ایکٹرسوں کے میچ کرائے جاتے ہیں اِن کا حکم بھی اِس آیت سے واضح ہے۔ بجائے اِس کے کہ اِنسانی اور اِسلامی جذبات کو بیدار کیا جائے ہم اِن کے شہوانی جذبات کو اُکسا کر دولت اکٹھی کرتے ہیں۔ خود سوچئے ہم قوم کو کس پستی کی طرف دھکیل رہے ہیں، دوسرا اللہ تعالیٰ کے غضب کا مقابلہ اس کی نافرمانی اوراس کی حدُود کو توڑ کرنا کیا ایک کلمہ گو کو زیب دیتا ہے؟

قارئین کرام! جو لوگ برائی یا بے حیائی پھیلاتے ہیں یا اِن کاموں میں معاونت کرنے کا سبب بنتے ہیں اُن کے بارے میں ارشاد خداوندی ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ
اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

''بیشک جولوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں
جوایمان لائے (تو) اِن کیلئے دردناک عذاب ہے دُنیا اور آخرت میں
اوراللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہےاورتم نہیں جانتے ہو''۔

(النور:19)

تشریح:۔ کسی پر لگائے ہوئے الزام کی بلاتحقیق تشہیر کرنا بُرائیوں اور بے حیائیوں کے خلاف نفرت کی جودیوار اسلام نے قائم کردی ہے اِس میں رخنہ اندوزی کی قولاً وفعلاً کوشش کرنا، ایسی کتابیں لکھنا جن سے شہوانی جذبات میں تحریک ہو، ایسے گانے، ایسی تصاویر، ایسے ڈرامے، ایسی فلمیں جن سے نوجوانوں میں شرم وحیا کا جذبہ کمزور ہوتا جائے سب اِس میں شامل ہیں۔ وہ لوگ جومحض دولت کمانے کے لالچ میں ایسی فلمیں بناتے ہیں بڑھ چڑھ کر حیا سوز مناظر پیش کرتے ہیں، ایسے اشتہارات جن میں جنسی عریانیت سے جاذبیت اورکشش پیدا کی جاتی ہے۔ ایسالٹریچر جس کی مقبولیت کاانحصار ہی شہوانی محرکات پر ہے۔ مانا کہ وقتی طور پر اِس کی آمدنی میں بے پایاں اضافہ ہوجاتا ہےلیکن اِس سے جونقصان ہوگااِس سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ جب قوم کا اخلاق بگڑ جائے گا،شرم وحیا کی چادر تارتار ہوجائے گی، بے حیااور ہوسناک نگاہیں اس کی عصمت لوٹنے میں بھی کوئی تامل محسوس نہیں کریں گی۔قوم کے اصلاح یافتہ

Marfat.com

ہونے کی برکات سے جس طرح ہر فرد مستفید ہوتا ہے اِسی طرح اس کے اخلاق باختہ ہونے سے ہر فرد کو حصہ رسدی مل کر رہتا ہے۔اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اِس دروازہ کو بند کردیا جس سے فسق و فجور کا سیلاب اُمنڈ کر آسکتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے اِس سے پہلے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 90 اور 91 پڑھی اَب اِس سے اگلی آیتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ (المائدہ:92)

''اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسُولِ (کریم) صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اور محتاط رہو اور اگر تم نے رُوگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر (ہمارے احکام کو)''۔

تشریح:۔اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کی پھر تاکید کردی گئی اور نافرمانی سے روک دیا گیا تاکہ کوئی شخص کسی تاویل سے اِس کی نافرمانی کی جرأت نہ کرسکے۔

قارئین کرام! وہ مسلمان جو دولت اکٹھی کرنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور حلال وحرام کی تمیز نہیں کر رہے اُن کو اللہ تعالیٰ کے اِن احکامات کو پڑھنا چاہیے اور اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے۔ہمارا ایمان ہے کہ یہ زندگی ختم ہونے والی ہے اور آگے آنے والی زندگی ہی ہمیشہ رہے گی، کبھی ختم نہ ہوگی۔ہمیں

Marfat.com

اُس آنے والی زندگی کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں یہ مالِ حرام عذاب بن جائے گا اور اُس وقت انسان پچھتائے گا اور کہے گا کہ کاش میرے پاس وہ دولت نہ آتی جو آج میرے لیے عذاب بن گئی ہے لیکن اُس وقت کا پچھتاوا کام نہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تو میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا۔ اور تمہیں تاکید کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو، لیکن تم نے اِس کی بجائے شیطان جس کو تمہارا کھلا دشمن قرار دیا گیا تھا کا کہا مانا اور اُسی کی اطاعت کی اَب اُس کے بدلے کا وقت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔

يَآيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ (المومنون: 51)

"اَے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ بیشک مَیں جو اعمال تم کرتے ہو اُن سے خوب واقف ہوں"۔

تشریح:۔ ایک روز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا، اَے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو پسند فرماتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اُسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم اُس نے اپنے رسولوں کو دیا تھا۔ اِس کے بعد یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ اَے ایمان والو! پاکیزہ طیب چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا ایک آدمی دُور دراز کا سفر کرتا ہے، اُس کے بال پراگندہ اور

Marfat.com

غبار آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتا ہے۔ یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ اُس نے جو کھایا ہے وہ بھی حرام ہے، جو اُس نے پیا ہے وہ بھی حرام، جو اُس نے پہنا ہوا ہے وہ بھی حرام اور اُس کی خوراک بھی حرام مال سے ہے۔ فانّٰی یُستجاب ذٰلك؟ (تو ایسے حرام خور آدمی کی دُعا کیسے قبول ہوگی؟) رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ۔ اِس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ قبولیتِ دُعا کے لیے رزقِ حلال بنیادی شرط ہے۔ کاملینِ اُمت نے فرمایا ہے کہ اکلِ حلال (حلال روزی) اور صدق مقال (سچی بات) کا نام ہی ولایت ہے۔

سورۃ النور میں ہی اللہ تعالیٰ کا ایک اور آیتِ کریمہ میں ارشادِ پاک ہے کہ شیطان کے ساتھی مت بنو وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تم بے حیائی اور بُرائی ہی پھیلاتے پھرو۔

آیئے سورۃ النور کی یہ آیت مبارکہ پڑھیں۔ ارشادِ ربِ ذوالجلال ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

”اے ایمان والو! نہ چلو شیطان کے نقشِ قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقشِ قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیروؤں کو) بے حیائی کا اور ہر بُرے کام کا۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اِس کی رحمت تو نہ بچ سکتا تم میں سے کوئی بھی ہرگز ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔(نور:21)

تشریح:۔ دو قدموں کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے اِس کو عربی میں خُطْوَۃٌ کہتے ہیں جس کی جمع خُطُوَاتٌ ہے یہ مصدر نہیں اسم ہے خَطَایَخْطُوا کا مصدر خَطْوَۃٌ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ شیطان کی پیروی مت کرو، اِس کے نقشِ قدم پر مت چلو کیونکہ وہ اپنے ماننے والوں کو نیکی اور ہدایت کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اِس کا شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بے حیائی اور بدکاری کی تلقین کرتا ہے اور بُرے کاموں کو اِس حسین انداز میں پیش کرتا ہے کہ اِن کے بُرے نتائج نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ انسان یہی سمجھنے لگتا ہے کہ ساری مسرتیں، ساری عزتیں اِنہی بُرے کاموں میں سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ شیطان کے اُکسانے سے وہ ایسی ایسی کمینی اور حیا سوز حرکتیں کرتا ہے کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب اپنی بدکاریوں کے نتائج سے وہ دوچار ہوتا ہے، جب بے حیائی کی جلائی ہوئی آگ خود اس کے اپنے گھر کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اِس کی اپنی ناموس اور عصمت لُٹنے لگتی ہے اِس وقت وہ شیطان کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے لیکن وہ بے مروّت ہنس کر ٹال دیتا ہے اور اُلٹا اِس کا مزاق اُڑاتا ہے۔

آخر میں اِس حقیت کو بیان فرمادیا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ وہ تمہیں شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے اور اُس کے دامِ فریب سے بچالے ورنہ تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم اِس گرگِ باراں دیدہ کی فریب کاریوں سے اپنے آپ کو بچاسکو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ پر اپنی نظرِ لطف وکرم فرماتا ہے تو گرتے

Marfat.com

ہُوئے سنبھل جاتے ہیں اور ڈوبتے ہُوؤں کو سہارا مل جاتا ہے۔ اپنے علم اور فہم پر نازاں نہ ہُوا کرو، ہر وقت اِس کے فضل وکرم کے اُمیدوار رہا کرو اور اِسی کی بارگاہ اقدس میں بصد عجز و نیاز عرض کیا کرو کہ

اَے اللہ العالمین ہم کمزور ہیں، شیطان کی چالیں بڑی خطرناک ہیں، ہم تنہا اِس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہماری مدد فرما اور ہمیں اِس کے شر سے بچالے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے ارادوں سے بھی واقف ہے۔ تم اگر سچے دل سے توبہ کرو گے اور اِس کی رضا کے طلبگار بنو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد فرمائیگا۔

اِرشادِ ربّ العالمین ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾

''جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اِسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجران کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے''۔ (النحل:97)

تشریح:۔ مغرب کی مادی تہذیب کے علمبرداروں کے ذہن میں عقبیٰ کی زندگی جاوداں کا کوئی تصور ہی نہیں۔ ان کی ساری کوششیں اِسی دنیوی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار، آرام دِہ اور پُرجلال بنانے پر مرکوز ہیں۔ وہ جو کام کرتے ہیں اُن کے پیش نظر فقط مادی منفعت ہوتی ہے، حتّٰی کہ جو ضابطہ اخلاق

Marfat.com

انہوں نے اپنا رکھا ہے جسے دیکھ کر ظاہر بین لوگ ان کی اخلاقی برتری کی قصیدہ خوانی کرتے ہیں۔ اِن کی تہ میں بھی کاروبار کی ترقی، معاشی خوشحالی یا سیاسی وقار اور اقتدار کی ہوس ہی پنہاں ہوتی ہے۔ لیکن صد افسوس! وہ قوم جس کا بنیادی عقیدہ ہی دار آخرت پر ایمان تھا وہ بھی مادی تہذیب کی ظاہری ترقی سے مرعوب ہو رہی ہے۔ دِن بدن ان کے اذہان میں بھی عقیدۂ آخرت کی اہمیت گھٹتی جا رہی ہے۔ وہ بھی تیزی سے اِس غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں کہ قرآن پاک کی تعلیم کا مقصد فقط آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنانا ہے۔ ہماری اس دنیوی زندگی کو خوشیوں سے ہمکنار کرنا نہ اس کے مقاصد میں داخل ہے اور نہ اس کی دسترس میں ہے بلکہ یہ حضرات احکامِ شریعت کو اپنی دنیاوی ترقی میں ایک رکاوٹ تصور کرنے لگے ہیں۔ اگرچہ ہم بظاہر اس کا اعتراف کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ لیکن اپنے معاملات میں جب بھی کوئی شرعی حکم ہمارے مفاد سے ٹکراتا ہے تو ہم بڑی آسانی سے اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے اقدام پر ہمارے ضمیر سے جو پُرزور صدائے احتجاج پہلے بلند ہوا کرتی تھی، اس کا جوش وخروش بھی مدھم پڑ گیا ہے۔ اِس کا اِس کے سوا اور کوئی سبب نہیں کہ ہم یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اسلام کی پابندی سے ہمارے کاروبار کی ترقی رُک جائے گی اور ہمارا معیارِ زندگی بلند نہیں ہو سکے گا۔ قرآنِ کریم کی اِس آیتِ طیبہ میں اِسی غلط فہمی کو دُور کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے مشرف ہو کر اسلام کے پیش کیے ہوئے ضابطۂ حیات کو اپناتے ہیں۔ خواہ مرد ہوں یا عورت، شرقی ہوں یا غربی۔ ان کے دونوں جہاں سنور جاتے ہیں۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ کا جو اجر ان کو اِس

Marfat.com

دنیا میں ملے گا اِس کو قرآن پاک نے حیاۃ طیبہ کے جامع الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ حیاۃ طیبہ کا لفظی معنیٰ پاکیزہ زندگی ہے لیکن اس کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ ساری پائیدار مسرتیں اور حقیقی کامیابیاں اس میں سمٹی ہوئی ہیں۔ دولت کی فراوانی اور سامانِ تعیش کی بہم رسانی کے باوجود دل کو قرار اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا اور جب تک دل میں اطمینان کی شمع روشن نہ ہو سچی خوشی اور حقیقی کامیابی نصیب نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کا دِل نورِ ایمان سے اور آپ کی شاہراہِ حیات اعمالِ حسنہ کے چراغوں سے جگمگا رہی ہے تو آپ کی روح ایک کٹیا میں بیٹھے ہوئے بوسیدہ لباس پہن کر بھی مسرور اور شاداں ہوسکتی ہے۔ لیکن دل کے نگر میں اگر کفر کے اندھیرے خیمہ زن ہوں، شک وشبہ کے عفریت پھنکار رہے ہوں تو وہاں مسرت کا گزر کیسے ہوسکے، آپ مغربی ممالک کی ظاہری ترقی پر ہی فریفتہ نہ ہو جائیں ان کے معاشرہ کی گہرائیوں میں اُتر کر دیکھیں۔ مسرت، اطمینان، اعتماد نام کی کوئی چیز آپکو وہاں شاذ و نادر ہی دستیاب ہوگی۔ ہمارے معاشرہ میں جہاں جہاں اِس خدا فراموش اور تصورِ آخرت سے بے بہرہ تہذیب کے قدم جمتے جا رہے ہیں وہاں خاندانوں کی بنیادیں لرز گئی ہیں۔ اس ضرب المثل اعتماد اور باہمی ایثار کی جگہ خود غرضی اور بے اعتمادی نمودار ہو رہی ہے۔ بچے والدین کے نافرمان بنتے جا رہے ہیں۔ دولت کے حصول کا وہ بھوت ہم پر مسلط ہو چکا ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا آدمی دولت سمیٹنے میں ہمہ تن مصروف ہے الا ماشاء اللہ حلال وحرام کی تمیز اُٹھ گئی ہے۔ ہماری زیاں کاری کا عالم یہ ہے کہ ہم دولت فراہم کرنے کے لیے اپنے ملک اور اپنی قوم سے غداری

Marfat.com

کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر میں بددیانتی سے باز نہیں آتے جن کا براہِ راست ہمارے دفاع سے تعلق ہے۔ ہسپتالوں اور درسگاہوں کے ٹھیکے دینے اور ٹھیکے لینے میں کونسی ایسی قباحت ہے جس کا چرچا خاص وعام کی زبان پر نہیں۔ کیا یہ دولت جو ہم اِس طرح اکٹھی کرتے ہیں ہمیں اطمینان اور خوشی سے مالا مال کر سکتی ہے۔ قومی مفاد کے ساتھ غداری کر کے کیا ہم اپنے آپ کو محبِ وطن یا قابلِ فخر شہری کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ حیاۃِ طیبہ کے دامن میں عزتِ نفس ہے، بلند نظری ہے، اولوالعزمیاں ہیں، ایثار و خلوص، قناعت ہے اور اِن تمام چیزوں کے علاوہ زندگی کی بازی جیتنے پر ایک بہار آفرین تبسم ہے۔ یہ حیاۃِ طیبہ ساری دولتوں سے بڑی دولت ہے۔ ساری عزتوں سے بڑی عزت ہے۔ اور ساری راحتوں سے بڑی راحت ہے اور یہ اسی کو ملتی ہے جس کے دل میں ایمان کا نور ضوفشاں ہوتا ہے۔ جس سے اِس کا ظاہر اور اِس کا باطن، اِس کا قول اور اِس کا عمل جگمگا رہا ہوتا ہے۔ یہ وہ اجر ہے جو ایک بندۂ مومن کو اِس دنیا میں بخشا جاتا ہے لیکن یہ زندگی بہر حال فانی ہے۔ اِسے ایک دن یقیناً ختم ہونا ہے۔ لیکن ایمان کا درخت اِس دنیا سے رختِ سفر باندھنے کے بعد بھی ثمر بار رہتا ہے۔ اور اِس کی برکت سے آئندہ زندگی جو ابدی ہے، جو جاوداں ہے وہ بھی راحتوں اور مسرتوں کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

اِسی عنوان کے تحت اپنے خالق و مالک اور ساری مخلوق کو رزق عطا کرنے والے ربّ العالمین کا ایک اور حکم ملاحظہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ ہم جو رزق کھا رہے ہیں اور جس سے اپنے بچوں کی پرورش کر رہے ہیں کیا وہ حلال

Marfat.com

ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بتائے ہوئے اسلامی طریقہ سے حلال ہے؟

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے !

يَآيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ (البقرہ:168)

”اَے اِنسانو! کھاؤ اس میں سے جو زمین میں ہے حلال (اور) پاکیزہ (چیزیں) اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“۔

تشریح:۔ آج کی ترقی یافتہ دُنیا میں کھانے اور استعمال کی چیزوں میں صفائی کا اہتمام کیا جانے لگا ہے لیکن حلال وحرام کی تمیز اَب بھی نہیں۔ اِسلام نے اپنے ماننے والوں کو دونوں باتوں کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر بھی غلیظ اور گندی نہ ہوں تا کہ جسمانی صحت پر بُرا اثر نہ پڑے اور باطنی طور پر بھی نجس اَور پلید نہ ہوں تا کہ ضمیرِ انسانی دم نہ توڑ دے۔ ظاہری صفائی کو قرآن پاک نے طیب کے لفظ سے اَور حقیقی پاکیزگی کو حلال کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور حلال اُس چیز کو کہتے ہیں کہ نہ تو ذاتی طور پر حرام ہو جیسے حرام جانور، مُردار، شراب وغیرہ اور نہ ایسے طریقوں سے حاصل کی گئی ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے مثلاً چوری، جوا خواہ وُہ کلبوں میں ہو، رشوت اور وغیرہ وغیرہ۔ اسلامی نظامِ معاشیات کا یہ ایک بُنیادی اصول ہے، کسبِ معاش کے لیے کھلی چھٹی نہیں بلکہ تمام وہ راستے بند کر دیئے ہیں جن میں کسی کی کمزوری، مجبوری اور ناداری سے

Marfat.com

ناجائز فائدہ اُٹھایا جاتا ہو۔ آپ خود سوچیں جب سُود، جوا، رشوت اور بلیک مارکیٹنگ وغیرہ کے چور دروازے بند ہو جائیں تو کیا دولت سکڑ کر صرف چند ہاتھوں میں جمع ہو سکتی ہے؟ دولت کی ناجائز تقسیم بلکہ لُوٹ کھسوٹ جن معاشی، اخلاقی اور سیاسی خرابیوں کو جنم دیتی ہے وہ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں۔ کاش ہم اِس الٰہی نظام کو خود سمجھتے، سنجیدگی سے اِس پر عمل کر کے دِکھاتے تاکہ دوسری قوموں کو سمجھا سکتے۔

آیتِ مبارکہ کے اگلے حصہ میں خبردار کیا جارہا ہے کہ

شیطان تمہیں بدکاری اور بدمعاشی کی دعوت دیتا ہے۔ وہ تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈال کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اُکساتا ہے، اگر تم اِسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کا قصد کرو تو وہ تمہیں معاشی بدحالی اور بین الاقوامی بدنامی کے موہوم خطرات سے ڈراتا ہے۔ اس بدخواہ کے چکموں میں آ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔

اَب سورۃ البقرہ کی یہ آیتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ جس میں ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ شیطان کا کہنا نہ مانو اور پُورے پُورے اِسلام میں داخل ہو جاؤ اور اِس کا ہر اصول اپناؤ۔ یہ نہیں کہ جو جی مانے وہ اَپنا لو اور جو تمہارے ذاتی مفادات سے ٹکرائے اُسے چھوڑ دو۔ بلکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا۟
خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾

"اَے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اِسلام میں پُورے پُورے اور نہ چلو

Marfat.com

شیطان کے نقشِ قدم پر بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

(البقرہ:208)

تشریح:۔ سِلْم اور سَلْم دونوں قرأتیں ہیں دونوں کا معنی سر تسلیم خم کرنا ہے۔ غیر مشروط اطاعت اختیار کر لینا ہے۔ السلم بالکسر والفتح الاستسلام والطاعۃ (بیضاوی ومظہری) یہاں اس سے مراد اسلام ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ ہمیں اسلام کے مزاج سے آگاہ کر رہی ہے کہ یہ دین مستقل ضابطۂ حیات اور مکمل دستورِ زندگی ہے۔ اِس کے اپنے عقائد ہیں۔ اِس کا اپنا دیوانی اور فوجداری قانون ہے۔ سیاسیات اور معاشیات کے متعلق اِس کے اپنے نظریات ہیں۔ اور یہ انسان کی ذہنی، روحانی اور مادی ترقی کا ضامن ہے۔ لیکن اس کی برکتیں تب ہی رُونما ہوسکتی ہیں جب کہ اِسے ماننے والے اِسے پُورے کا پُورا اَپنالیں اور اِس کے تمام ضابطوں اور قوانین پر عمل پَیرا ہو جائیں۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اِسے بتمامہٖ قبول کر لیں اور اِس کا کوئی گوشہ ترک نہ ہو اور ملت کا کوئی فرد اِس کو اَپنانے سے گریز نہ کرے۔ کافّۃً کا لفظ اِن دونوں باتوں کی طرف اِشارہ کر رہا ہے۔ کافۃ حال ہے اِس کا ذوالحال ادخلوا میں ضمیر مستتر انتم بھی ہوسکتی ہے اور السِلم بھی۔

یعنی حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ۔ اِس طرح حق کا حُسن داغدار ہو جائے گا اور اِس کا سرچشمہ مکدر ہو جائے گا۔ آج ہماری کیا حالت ہے۔ کس طرح اِسلام کے نام پر شہر آباد کیے جاتے ہیں۔ پھر اِسی کی شاہراہوں پر اِسلام کے نام اور اِس کے نظام کو رُسوا کیا جاتا ہے۔ اِسلام کے نام پر مملکتیں معرضِ وجود میں لائی

Marfat.com

جاتی ہیں۔ لیکن اِسلام کے قانون، ضابطۂ اخلاق اور اِس کی مقدس قدروں کو سردخانوں میں مقفّل کر دیا جاتا ہے۔ یہ خدافریبی بھی ہے اور خودفریبی بھی۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم اپنے ساتھ مذاق کرنا چھوڑ دیں۔

اِسی سورہ کی اگلی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ (البقرہ:209)

"اور اگر تم پھسلنے لگو اس کے بعد کہ آچکی ہیں تمہارے پاس روشن دلیلیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے"۔

تشریح:۔ یعنی اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تم سے انتقام لے گا۔ وہ عزیز ہے، سب پر غالب ہے۔ کوئی اِس کے حکم کے سامنے دَم نہیں مار سکتا۔ لیکن اِس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہو کہ اِس سرکش کو ابھی ڈھیل دینا چاہیے تو اِسے فوراً پکڑ نہیں لیا جاتا۔ بلکہ اِسے ڈھیل دی جاتی ہے۔ اِسی لیے عزیز کے ساتھ حکیم کا ذکر بھی آیا ہے۔

آیئے پڑھتے ہیں ارشادِ خداوندی جس میں شریعت کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں کی خواہشات سے اِجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الجاثیہ:18)

"پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو دین کے معاملہ میں پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور اِن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم

Marfat.com

ہیں''۔

تشریح:۔لغت میں شریعت نہر یا دریا کے اِس مقام کو کہتے ہیں جہاں لوگ بآسانی بیٹھ کر پانی پی سکتے ہیں یا غُسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔ اِسی طرح وہ راستہ جو منزل کی طرف لے جاتا ہے اِس کو عربی میں شارع کہتے ہیں۔ یہاں شریعت کا معنی ہے ماشرع اللہ لعبادہٖ من الدین۔ یعنی وہ عقائد، عبادات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مُقرر فرمائے ہیں جن کی پابندی سے وہ اپنے مالک کے شکرگزار بندے کہلا سکتے ہیں اور اِن کا وجود اِن کے اپنے لیے اور سارے معاشرہ کے لیے یمن و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر جو عنایات کی گئی تھیں اور انہوں نے باہمی حسد و بُغض سے جس طرح اپنے آپ کو مختلف دھڑوں میں تقسیم کر کے اپنی افادیت کھودی تھی اور اَب وہ اِس قابل نہ رہے تھے کہ دعوتِ حق کے منصب پر متمکن رہیں۔ اِن کے حالات بیان کرنے کے بعد رُوئے سخن اپنے پیارے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ یعنی ہم نے آپ کو دین کے معاملہ میں ایک واضح شریعت عطا فرمادی ہے جس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے اور اِس پر عمل کرنے والا، فرد ہو یا اُمت فلاحِ دارین کے شرف سے مشرف ہوگا۔

آیتِ کریمہ میں اِس سے آگے فرمایا جارہا ہے۔

اَے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ! اَب آپ پر فرض ہے کہ آپ اِس کی پیروی کریں۔ نفس کے پرستار اور دنیا کے پُجاری لاکھ

Marfat.com

شور مچائیں، آپ ان کی طرف قطعاً التفات نہ کیا کریں، بڑی ثابت قدمی اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں۔ جس ذات نے آپ کو یہ جامع شریعت عطا فرمائی ہے وہ علیم وخبیر ہے اور اعتراض کرنے والے لوگ جاہل اور نفس پرست ہیں۔ اگر علیم وخبیر کی واضح ہدایات پر اِن جاہلوں کی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی جائے گی تو اِس پر جو نتیجہ مرتب ہوگا وہ واضح ہے اِسی سورہ کی اگلی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾

"یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کو قطعاً کچھ فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے"۔ (الجاثیہ:19)

تشریح: ۔یادرکھو اگر تم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ کی نظرِ لطف وکرم سے محروم کردیے گئے، تو پھر اِس کے غضب سے دُنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی۔

اہلِ پاکستان کے لیے یہ آیاتِ مبارکہ خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ ہم آزادی کے بعد ابتدائی سالوں میں یورپ اور امریکہ کی مادی ترقی پر فریفتہ رہے، اپنی پاکیزہ ثقافت اور خوبصورت تمدن کو مغربی تہذیب کی کنیز بنانے پر مُصر رہے، ان کے ادنیٰ اشارے پر اپنی سیاست کو رنگ دیتے رہے۔ بیس پچیس سال تک مغرب کی کورانہ تقلید کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری معاشیات سرمایہ داری نظام

Marfat.com

کے قالب میں ڈھل گئی، چند خاندان امیر بن گئے، باقی ساری قوم قلاش ہوگئی۔ اِس تباہ کُن پالیسی کے خطرناک اثرات ظاہر ہوئے تو ہم بھنا اُٹھے اور اپنے کو کوسنا شروع کردیا لیکن شومی قسمت ملاحظہ ہو اگر پہلے لندن اور واشنگٹن ہمارا مرکزِ عقیدت تھا تو اب ماسکو ہمارا قبلہ حاجات بنتا جارہا ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ ہمارے موجودہ قائدین ہمیں سوشلزم کی دلدل میں پھنسا کر دم لیں گے۔ کاش! کوئی مردِ دانا اِن نازک لمحوں میں ہمیں قرآن کریم کے بتائے ہوئے نظام پر عمل پیرا کر دیتا اور اسلام کا وہی نظام جسے رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عرب کے جہنم زار میں نافذ کر کے اُسے رشکِ فردوس بنادیا تھا، اِس کو وہ اِس پاکستان میں نافذ کر کے ہماری کشتی کو بھی ساحل آشنا کر دیتا۔ ہم کب تک دریوزہ گر بنے دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دامنِ رحمت کو چھوڑ کر اغیار کے سایۂ دیوار میں پڑے رہیں گے؟ اِس انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ قوم میں فکری اتحاد ہو اور قیادت اتنی جاندار اور نورِ ایمان سے مالا مال ہو کہ مخالفین کی غوغا آرائی میں قرآن کریم کی اِس آیتِ مقدسہ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ پر عمل پیرا ہونے کی ہمت رکھتی ہو۔

قافلۂ حجاز میں ایک حسین رضی اللہ عنہ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ وفرات

اِس آیتِ مبارکہ کے اگلے حصہ کی تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں اور وہ یہ ہے کہ اگر تم قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ دو گے تو ظالم بن جاؤ

Marfat.com

گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نُصرت اور تائید کے مستحق نہیں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ تو صرف اِن لوگوں کی اعانت فرماتا ہے اور دستگیری کرتا ہے جو اِس کی نافرمانی سے لرزہ براندام رہتے ہیں اور اِس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا شعار بناتے ہیں۔

قارئین محترم! حلال و حرام کے متعلق قرآن پاک میں بہت جگہ آیا ہے۔ لیکن اَب ہم اِس موضوع کو اللہ تعالیٰ کے اِس ارشادِ پاک پر ختم کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۰

"آپ فرما دیجئے نہیں برابر ہو سکتا ناپاک اور پاک اگرچہ حیرت میں ڈال دے تجھے ناپاک کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اَے عقل والو! تاکہ تم نجات پا جاؤ"۔ (المآئدۃ:100)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اِرشاد فرماتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو بتا دیجئے کہ کفار کی جاہ و حشمت، مال و دولت اَور تعداد کی کثرت اور اپنی غربت اور کمزوری کو دیکھ کر پریشان نہ ہوا کریں، کیونکہ خبیث اور طیّب ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ وہ پلید ہیں تم پاک ہو۔ خبیث اور طیب سے مُراد حرام اور حلال، کافر اور مومن، عاصی اور مطیع سب ہو سکتے ہیں۔

قارئینِ کرام! ایک خاندان، برادری یا معاشرہ میں نفرت اور عداوت کا اگلا سبب ہے۔ "جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، سچی بات نہ کرنا اور سچ کو چھپانا"

Marfat.com

جبکہ اِسلام اِن بُری حرکات سے اہلِ ایمان کوروکتا ہے۔" میں انتہائی معذرت کے ساتھ اُن اہلِ ایمان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی آخرت کی فکر کریں جو اللہ تعالیٰ کے گھروں یعنی مساجد میں بیٹھ کر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے"۔اَب آپ کی خدمت میں اِس موضوع پر رَبِ ذوالجلال کے پاک کلام سے چند آیاتِ مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا صدقہ ہمیں یہ پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اِن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

اِرشادِ ربِ ذوالجلال ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو"۔ (الاحزاب:70)

تشریح:۔اے اہلِ ایمان! اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا دل دکھانا اور اِس کی شان کا انکار کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ تمہیں تو تقویٰ اور پارسائی کا شیوہ اختیار کرنا چاہیے اور جب بات کرو تو سچی اور درست بات کرو، کوئی جھوٹی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کا تعارف ایک اور آیتِ کریمہ میں اس طرح کروایا ہے۔اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

Marfat.com

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (النحل:105)

''وہی لوگ تراشا کرتے ہیں جھوٹ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیات پر اور یہی لوگ جھوٹے ہیں''۔

تشریح:۔ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر مفتری ہونے کا الزام لگانے کی گستاخی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افترا بازی کرنا تو تمہارا شیوہ ہے، جھوٹ بولنا تو تمہاری عادت ہے۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا مقام تو بڑا بلند ہے، اِس کے غلام بھی جھوٹ اور غلط بیانی سے اپنی زبان آلودہ نہیں کرتے۔ چنانچہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ ترجمہ:۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے عرض کی گئی، کیا مؤمن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کیا مؤمن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کیا مؤمن جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں!''

اَب سورۃ النساء کی آیتِ مبارکہ جس میں اللہ تعالیٰ کا بڑا سخت فرمانِ عالیشان ہے کہ ہر حال میں سچی گواہی دو، ہر حال میں انصاف کرو اور یہ خطاب اہلِ ایمان کو ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ (النساء:135)

Marfat.com

''اَے ایمان والو! ہو جاؤ مضبُوطی سے قائم رہنے والے انصاف پر گواہی دینے والے محض اللہ تعالیٰ کے لیے، چاہے گواہی دینا پڑے تمہیں اپنے نفسوں کیخلاف یا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ (جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہے) وہ دولت مند ہو یا فقیر۔ پس اللہ تعالیٰ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا۔ تو نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ موڑو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے''۔

تشریح:۔ قوّام مبالغہ کا صِیغہ ہے۔ اِس سے مراد کثرتِ عددی نہیں بلکہ اس سے ثبات اور استحکام فی الشہادۃ کی تاکید مقصود ہے یعنی جب شہادت دو تو خوب مستحکم ہو کر۔ پہلے زوجین اور یتیم بچوں، بچیوں کے حقوق کا ذِکر چلا آیا ہے اِس میں کبھی عدالت تک جانے کی نوبت آجاتی ہے۔ وہاں فیصلہ گواہوں کی گواہی سے کیا جاتا ہے۔ اگر گواہ سچی گواہی نہ دے تو حق دار کی حق تلفی ہو جاتی ہے اور ظلم جس کے انسداد کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا ہے اِس کو اُلٹا قانون کا سہارا مل جاتا ہے اِس لیے گواہوں کو سچی سچی گواہی دینے کا حکم دیا جارہا ہے اور ان تمام امُور کو جو گواہی دینے سے اِنسان کو روکتے ہیں مثلاً اپنا ذاتی فائدہ، ماں باپ کا پاس، قریبی رشتہ داروں کی رعایت وغیرہ کو ذِکر کر کے اِن کو خاطر میں نہ لانے کی تاکید کی جارہی ہے۔ مندرجہ بالا موانع کے علاوہ کبھی یہ خیال اِنسان کو حق کے اظہار سے روک دیتا ہے کہ جس کے خلاف میں گواہی دے رہا ہوں وہ امیر کبیر ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی مسکین کی مسکنت اور غُربت کا اِحساس

Marfat.com

انسان کے دل میں رحم وشفقت کے جذبات اُبھار دیتا ہے اور اس غریب کے خلاف سچی بات کہنے سے اِس لیے ہچکچاتا ہے کہ اِس سے اِس غریب کو نقصان نہ پہنچے۔ انسانی نفسیات کا کتنا دقیق محاسبہ ہے۔ فرمایا عدالت میں کھڑے ہو کر ان اِحساسات کو بالکل دل سے نکال دو اور بڑی سچائی کے ساتھ گواہی دو۔ فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔ کتنا پیارا جملہ ہے یعنی تم کسی کی خیر خواہی بھلا کیا کرو گے۔ تم اپنے رب کا حکم مانو۔ تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ خود ان (غریب وامیر) کا خیر خواہ ہے۔ اِس آیت کی ابتداء میں دو لفظ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ کتنے پُرشکوہ اور اثر آفرین ہیں۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ تم کسی اِنسان کے لیے گواہی دے رہے ہو اور جو تمہارے دل میں آئے کہہ دیا تو کوئی تمہارا کیا بگاڑ لے گا۔ نہیں یہ گواہی کسی انسان کے لیے نہیں بلکہ اللہ ذوالمجد واعلیٰ کے لیے ہے۔ اب سوچ لو کیا تم اس کو ناراض کرنے کی ہمّت رکھتے ہو۔ سُبحان اللہ! کیا جلال وشکوہ ہے کلامِ احکم الحاکمین میں۔ ایسا بھی نہ کرو کہ سچی گواہی دیتے ہیر پھیر کر دیا۔ جو بات غیر اہم تھی اس پر بڑا زور دیا اور جو اہم بات ہوئی اس کو پی گئے۔

اَب سچی گواہی اور انصاف کرنے کے متعلق ایک اور اِرشادِ خداوندی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ (المآئدۃ:8)

Marfat.com

”اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے، اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ اُکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو“۔

تشریح:۔ بعینہٖ یہی الفاظ سورہ النساء میں گزر چکے ہیں اور ان کی لغوی تحقیق وہاں ملاحظہ فرمالی جائے (سورۃ النساء آیت نمبر 135) اس کے دوبارہ نزول کی وجہ یہ ہے کہ مکّہ فتح ہونے والا ہے۔ مسلمانوں کے جان وایمان کے نہایت ظالم اور بے رحم دُشمن انکے سامنے پیش ہونے والے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اِسلام کے علَم بردار جوشِ غضب میں ان پر زیادتی کرنے لگیں۔ اِس لیے اُنہیں وقت سے پہلے ہی تنبیہ فرمادی کہ احکامِ الٰہی کی اطاعت میں تساہل نہ برتیں۔ بلکہ قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ یعنی اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کے لیے مضبوطی سے کھڑے رہنے والے بن جائیں۔ کفار مسلمانوں کے شہیدوں کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کردیا کرتے تھے۔ مسلمان عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی نہیں شرماتے تھے۔ مسلمانوں کو ایسی تمام باتوں سے روک دیا گیا۔ اب کیونکہ قوت اور اقتدار مسلمانوں کے پاس آرہا تھا اس لیے انہیں نہایت واضح طور پر حکم دیا کہ خبردار! کسی قیمت پر انصاف کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ اور حق یہ ہے کہ کوئی قوم حکومت وسلطنت کے تخت کی مستحق اس وقت تک ہی رہتی ہے جب تک وُہ صفتِ عدل سے متصف ہو۔ جس قوم نے ظلم پر کمر باندھ لی وُہ آج

Marfat.com

نہیں تو کل ضرور اس نعمت سے محروم کردی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسلامی مملکت کے بانیوں کو بھلا کیوں نہ واضح طور پر اور پُر زور طریقہ سے عدل کرنے کی ہدایت فرماتا۔

گواہی کے متعلق ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (المعارج:33)

''اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں''۔

تشریح:۔ یعنی جو گواہیاں ان کے ذمہ ہیں انہیں بڑی سچائی سے ادا کرتے ہیں کسی کا خوف، کوئی لالچ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں سچی گواہی دینے سے باز نہیں رکھتی۔

جھوٹی گواہی نہ دینے والوں کی صفت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اِرشادِ پاک اور جھوٹے گواہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا فرمانِ عالیشان ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ (الفرقان:72)

''اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزرتے ہیں کسی لغو چیز کے پاس سے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے ہیں''۔

تشریح:۔ يَشْهَدُوْنَ کے دو معنی ہیں حاضر ہونا اور گواہی دینا۔ پہلا معنی لیا جائے تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کسی باطل سرگرمی میں شریک نہیں ہوتے۔ ایسی محفلیں جو لہو ولعب کے لیے منعقد ہوں، ایسے اجتماعات جہاں غلط نظریات کا پرچار کیا جاتا ہو اِن میں شامل نہیں ہوتے اور اگر دوسرا معنی لیا جائے تو آیت کا

Marfat.com

مفہوم یہ ہوگا کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ بیشک آیتِ مبارکہ کے دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا یہ شیوہ ہے کہ نہ وہ پہلے باطل ونفاق کی ہنگامہ آرائیوں کی رونق دوبالا کرتے ہیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمہیں خبردار نہ کروں کہ سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ضرور خبردار فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا الشرك بالله وعقوق الوالدين كان متكئًا فجلس فقال الا وقول الزُّور فمازال يكرّرها حتّٰى قلنا ليته سكت۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار! جھوٹی گواہی اور اِن آخری الفاظ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم بار بار دُہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے (دل میں) کہا کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ جھوٹی گواہی سے جو مفاسد مرتب ہوتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اِسی لیے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھوٹے گواہ کو چالیس کوڑے لگاتے، اُس کا مُنہ کالا کرتے، اُس کا سر مُنڈوا دیتے اور اُسے بازار میں پھراتے تاکہ اُس کی خوب تشہیر ہو۔

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا، کہ اسلام نے سچی گواہی کو چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے کو گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے اور اِس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کے لیے کس قدر سخت سزا رکھی گئی ہے۔ اگر معاشرے سے

Marfat.com

یہ ایک کبیرہ گناہ ختم ہو جائے تو بہت سے لڑائی جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مساجد میں اعمالِ سیئہ کا ارتکاب یعنی جھوٹ بولنا ممنوع ہے کہ مساجد کی حرمت و تعظیم میں فرق آتا ہے وہاں تو صرف اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنی چاہیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ (النور:36)

"اِن گھروں میں (جن کے متعلق) حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ بلند کیے جائیں۔ اور لیا جائے اِن میں اللہ تعالیٰ کا نام۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اِن میں صبح اور شام"۔

تشریح:۔ جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نورِ ہدایت و معرفت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ اِن کے چند ظاہری اور باطنی احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔ فِيْ بُيُوْتٍ کا متعلق يُسَبِّحُ ہے۔ یعنی یہ لوگ اِن گھروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کے بلند کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے۔ فیھا کا مرجع بُيُوْتٍ ہے اور اسے جملہ کے آخر میں اِس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ تکرار اور تذکیر کا فائدہ دے جس طرح ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون میں فیھا مذکور ہے۔ ترفع سے مُراد مساجد کا بلند کرنا ہے یعنی اِن کی عمارت بھی شاندار ہو اور وہ نہایت پاک اور صاف ستھری بھی ہوں۔ کوڑے کرکٹ کا نام و نشان تک نہ ہو۔ دیواروں اور فرش پر بدنما دھبے اور داغ طبع سلیم پر گراں نہ گزر رہے ہوں،

Marfat.com

چھتوں پر مکڑی نے جالے نہ تن دیئے ہوں۔

حدیثِ پاک میں ہے۔ جو شخص رضاءِ الٰہی کے لیے مسجد بناتا ہے، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے لیے گھر تعمیر فرماتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تُرْفَع کا معنی کیا ہے مساجد کی تعظیم وتکریم کی جائے اُنہیں ہر قسم کی غلاظت اور آلودگی سے پاک رکھا جائے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں مسجدِ نبوی کو سگوان کی لکڑی سے مُزین کیا اور اُسے خوبصورت بنایا۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر مسجدوں میں سونے کے پانی کے ساتھ نقش ونگار بنائے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں مسجدِ نبوی کی تعمیر پر زرِ کثیر صرف کیا۔ اِسے نقش ونگار سے مُزین وآراستہ کیا اور کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔ ایک دفعہ حضرت تمیم الداری شام سے مدینہ طیبہ آئے، قندیلیں، زیتون کا تیل اور عمدہ بٹی ہوئی رسّیاں لے آئے۔ اتفاق سے آنیوالی رات جمعہ کی رات تھی عصر کے بعد انھوں نے اپنے غلام کو کہا کہ اِن رسّیوں سے قندیلوں کو باندھ کر لٹکائے اِن میں تیل ڈال کر بتیاں درست کر دے، اس نے حکم کی تعمیل کی جب سُورج غروب ہوا انہیں جلا دیا، مسجد بقعۂ نور بن گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تشریف لائے پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ عرض کی گئی تمیم الداری نے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خوش ہو کر دُعا دی، فرمایا تو نے آج اسلام کو روشن کیا، اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت منور فرمائے۔ جس طرح مسجد کو نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم ہے اِسی طرح ان

Marfat.com

اعمالِ سیئہ کا ارتکاب بھی مسجد میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اِن کی بدبو سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ انسان جھوٹ بولتا ہے اور اِس کی بدبو سے فرشتہ بھاگ جاتا ہے، اِس لیے ایسے آدمی کو مسجد سے نکال دینا ضروری ہے جو مسجد میں جھوٹی باتیں کہے۔

یہاں سے ہمارا اگلا موضوع شروع ہوتا ہے اور وہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر عمل کرنے کے بارے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی حدیثِ مبارکہ میں سختی سے حکم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عملی طور پر اس کو سختی سے نبھایا بھی اور اپنی اُمت کو ہر حال میں اِس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اگر اُمتِ مسلمہ اِس پر عمل پیرا ہو جائے تو نہ صرف اسلامی معاشرہ میں امن وسکون ہو جائے بلکہ دُنیا ملت اِسلامیہ کی امامت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اور وہ موضوع ہے۔

Marfat.com

عہد و پیمان

قارئین کرام! آج ملتِ اسلامیہ کی کیا حالت ہے ہر جگہ لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ چھوٹی سطح سے لے کر حکومتوں کے ایوانوں تک ہر جگہ وعدے اور معاہدے کیے جاتے ہیں، حلف اُٹھائے جاتے ہیں اور پھر اُن سے جس طرح راہِ فرار اختیار کی جاتی ہے وہ آج کسی سے مخفی نہیں۔ اِسی گناہِ کبیرہ کی بدولت آج اُمتِ مسلمہ کو ذِلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، انصاف سے بتائیں کہ اگر وعدے اور معاہدے کی پاسداری کی جائے، جو حلف اُٹھائے جاتے ہیں اُن سے وفا کی جائے اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اِرشادات کی روشنی میں اپنے معاملات چلائے جائیں تو کسی اسلامی مملکت میں ''مارشل لاء'' لگے؟ یا ''ڈکٹیٹرشپ'' ملتِ اسلامیہ میں کہیں نظر آئے؟ آج ملت ِ اسلامیہ کی ذِلت ورسوائی صرف اور صرف وعدہ خلافی اور عہدو پیمان سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔

آیئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کی حالت سنور جائے اور یہ ذِلت ورسوائی کے دن عزت وآبرو میں بدل جائیں، یہ ہوسکتا ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اِن اِرشاداتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہوجائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ (المائدہ: 1)

''اَے ایمان والو! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو''۔

تشریح:۔ جس طرح وعدہ کیا گیا ہو اُسی کے مطابق اُس کو پورا کرنے کو

Marfat.com

وفاء اور ایفاء کہتے ہیں۔ عقود عقد کی جمع ہے، اِس کا لغوی معنی گرِہ لگانا ہے۔ اب اس کا اطلاق اس پختہ وعدہ پر ہوتا ہے جو دو شخصوں کے درمیان طے پائے۔ یہاں عقود سے مُراد ہر قسم کے معاہدے ہیں خواہ وُہ اِنسان اور خالق کے درمیان ہوں یا اِنسان اور اِنسان کے درمیان ہوں۔ اِن کا تعلق دینی احکام سے ہو یا دُنیوی معاملات سے سب اِس میں درج ہیں۔ اور سب کی پابندی کا ہمیں حکم دیا جارہا ہے۔ البتہ وُہ وعدہ جس کے پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اُس کا پورا نہ کرنا ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عہد شکنی کو منافقت کی علامت قرار دیا ہے۔ اخلاق کا کتنا بہترین درس اِن دو لفظوں میں دِیا گیا ہے۔ کاش! ہم سمجھیں اور عمل کریں۔

ایک اور اِرشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر 32)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾

"اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی پاسداری کرتے ہیں"۔

تشریح:۔ جو امانتیں ان کے سپرد کی جاتی ہیں وہ ان میں خیانت نہیں کرتے۔ امانتوں سے مُراد یہاں ہر قسم کی امانتیں ہیں۔ ہمارے اعضاء، ہمارے ہوش و حواس، ہماری عقل اور ہماری زندگی سب خدا کی امانتیں ہیں۔ ان کو اس کے حکم کے مطابق صرف کرنا دیانت داری ہے اور ان کو اس کی نافرمانی میں صرف کرنا بددیانتی اور خیانت ہے۔ اگر حکومت نے کسی کو کوئی ذمہ داری سونپی ہے تو اس کو اپنی پوری صلاحیتوں کے مطابق انجام دینا بھی اس میں داخل ہے، اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وُہ خائن (امانت میں خیانت کرنے والا) ہوگا۔

Marfat.com

اِسی طرح اگر کسی نے کوئی زیور، کوئی سامان بوجہ حفاظت اس کے پاس رکھا ہے تو اس کی نگہبانی کرنا اور مالک کے طلب کرنے پر اُس کو جُوں کا تُوں واپس کر دینا یہ بھی اس میں داخل ہے اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو وُہ بد دیانت اور خائن ہو گا۔

عہد سے بھی عام وعدہ مُراد ہے۔ خواہ بندے کا اپنے رَب سے کوئی وعدہ ہو یا کسی دوسرے انسان سے، اِس کا ایفاء بھی از حد ضروری ہے۔

سورۃ التوبہ میں ارشادِ ربِ ذوالجلال ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

"بجز اُن مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے نہ کمی کی تمہارے ساتھ ذرّہ بھر اور نہ انہوں نے مدد کی تمہارے خلاف کسی کی۔ تو پُورا کرو ان سے ان کا معاہدہ ان کی (مقررہ) مدت تک۔ بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو"۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر 4)

تشریح:۔ اِس آیتِ مبارکہ نے سابقہ حکم کی وضاحت کر دی کہ صرف ان قبائل کے معاہدوں کو منسوخ کیا جا رہا ہے جنہوں نے معاہدوں کی خود پہلے خلاف ورزی کی اور اِن کا احترام نہ کیا۔ لیکن جو قبائل اپنے معاہدوں کے پابند ہیں، نہ کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں اور نہ پوشیدہ طور پر مسلمانوں کے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں اِن کے ساتھ جو معاہدے ہو چکے ہیں ان کی پابندی لازمی ہے۔

Marfat.com

گویا عہد کو پورا کرنا بھی تقویٰ کے لوازمات سے ہے اور متقین کا شعار ہے۔ آیتِ کریمہ کے اس تتمہ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاہدوں کی پابندی کی اہمیت کو بالکل واضح کر دیا۔ ایفاءِ عہد کے بارے حکمِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

''اور پورا کیا کرو اپنے عہد کو بیشک اِن وعدوں کے بارے میں (تم سے) پوچھا جائے گا''۔ (بنی اسرائیل:34)

تشریح:۔ وعدہ کر کے اس کو توڑنا اسلام کی نظر میں بڑا معیوب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ شکنی کو منافقت کی تین علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا ہے اس لیے یہاں ایفاءِ عہد کی تاکید کی جارہی ہے اور بتایا جارہا ہے کہ یہ معمولی بات نہیں بلکہ اگر تم نے اِس میں سُستی کی تو تم سے باقاعدہ باز پرس ہوگی۔

پیچھے آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ عہد و پیمان کا موضوع بڑا اہم ہے۔ اِسلام نے اپنے ماننے والوں کو اِس پر بڑی سختی سے کاربند رہنے کی تلقین فرمائی ہے، اِسکے متعلق سورۃ النحل میں 6 آیاتِ مبارکہ پر مشتمل ایک مستقل باب ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ (النحل:91)

Marfat.com

"اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے عہد کو جب تم نے اس سے عہد کر لیا ہے اور نہ توڑو (اپنی) قسموں کو انہیں پختہ کرنے کے بعد حالانکہ تم نے کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اُوپر گواہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو"۔

تشریح:۔ اس آیتِ کریمہ میں دو چیزوں پر پابندی سے عمل کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اسلام لاتے وقت جو عہد و پیمان بندہ اپنے رب سے کرتا ہے اس کو نبھائے اور باہمی معاملات میں جو قسمیں کھائی جاتی ہیں ان کو بھی پورا کرے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ تم نے اس وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے عہد و پیمان یا قسموں کا گواہ بنایا تھا تو یہ کتنی رذالت ہے کہ ایک چیز پر تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بناؤ اور پھر اس کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچاؤ۔ کفیل کا معنی گواہ ہے۔ کفیلا ای شاھدا (مظہری) کفیلا ای شھیدا ویقال حفظ ویقال ضامنا (قرطبی) یعنی کفیل کا معنی گواہ ہے اور بعض نے اس کا معنی نگہبان اور بعض نے ضامن بھی کیا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۖ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ (النحل:92)

"اور نہ ہو جاؤ اس عورت کی مانند جس نے توڑ ڈالا اپنے سوت کو مضبوط کاتنے کے بعد (اور اسے) پارہ پارہ کر ڈالا۔ تم بناتے ہو اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو فریب دینے کا ذریعہ تاکہ اس طرح ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے صرف آزماتا ہے تمہیں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ان قسموں سے اور واضح فرمادے گا تمہارے لئے قیامت کے روز ان باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے"۔

تشریح:۔ اسلام سے پہلے عرب کے مشرک قبائل کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک قبیلہ سے دوستی کا معاہدہ کرتے ۔ اس کے بعد اگر انھیں موقع ملتا تو کسی دوسرے قبیلہ سے جو قوت اور دولت میں پہلے قبیلہ سے فزوں تر ہوتا اس کے ساتھ معاہدہ کرتے خواہ یہ ان کا نیا دوست قبیلہ ان کے پہلے معاہدہ قبیلہ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرزندانِ اسلام کو اس اخلاقی گراوٹ اور عہد شکنی سے باز رہنے کی ہدایت فرمارہے ہیں کہ تم یہ روش ہرگز اختیار نہ کرو۔ تم نے جو معاہدہ کیا ہے، اس کو نبھاؤ اور جو پیمان باندھا ہے اس کو پورا کرو۔ اس خیال سے کہ نیا قبیلہ قوت اور دولت میں پہلے دوست قبیلہ سے زیادہ ہے اِس لیے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ سابقہ معاہدہ کو بلاوجہ توڑ دیا جائے اور نیا معاہدہ اس قبیلہ سے کیا جائے۔ ایسا کرنا تمہارے مقام سے بہت فروتر ہے۔ تم تو مکارمِ اخلاق کے داعی بنا کر بھیجے گئے ہو۔ اگر تم نے ایسی اخلاقی پستی کا ثبوت دیا تو لوگ مکارمِ اخلاق کا درس کس سے جا کریں گے۔ سیرت کی پختگی اور اطوار کی پاکیزگی کا نمونہ انہیں کہاں سے دستیاب ہوگا۔ اور اس عہد شکنی کو اپنی سیاسی فراست وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کر کے اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہاری مثال اُس احمق عورت کی سی ہوگی جو دِن بھر سُوت کاتتی رہتی ہے اور شام ہوتی ہے تو اُس کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ عہد شکنی کا ارتکاب کر کے جس حماقت کا تم ثبوت دو گے وہ اس عورت کی بے وقوفی سے کم ہرگز نہیں ہوگا۔ دخل: مایدخل

Marfat.com

فی الشیی ولم یکن منه کسی چیز میں ایسی چیز ملانا جو اس سے نہ ہو، اس کا معنی دغابازی اور فریب کاری ہے۔ وعدوں کو پابندی سے نبھانا ایک بڑی آزمائش ہے۔ ایفاء عہد کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے، کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تم اسلام کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرنے کی ہمت اور جرأت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہو۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ (النحل:93)

”اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تمہیں ایک اُمت لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم سے ضرور باز پُرس کی جائے گی اُن اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے“۔

تشریح:۔ جن کو اللہ تعالیٰ نظر انداز کر دیتا ہے وہ راہِ راست سے بھٹک جاتے ہیں اور اِس کی توفیق جس شخص کی دستگیری فرماتی ہے وہی ثابت قدمی سے صراطِ مستقیم پر گامزن رہتا ہے۔

وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ (النحل:94)

”اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو آپس میں فریب دینے کا ذریعہ ورنہ (جادۂ حق سے) پھسل جائے گا (لوگوں کا) قدم (اس پر) جم جانے کے بعد اور

Marfat.com

تمہیں چکھنا پڑیگا (اِس کا) بُرا نتیجہ کہ تم نے (اپنی عہد شکنی اور فریب کاری) کے باعث لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا اور تمہارے لئے بڑا (دردناک) عذاب ہوگا''۔

تشریح:۔ یہاں ایک بار پھر عہد شکنی اور دوستوں سے غدر اور دھوکہ بازی سے روکا جارہا ہے نیز عہد شکنی وغیرہ پر جو بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اُن کی طرف بھی ملتِ اسلامیہ کی توجہ مبذول کرائی جارہی ہے کہ اگر تم نے عہد شکنی کی تو اِس طرح دوسرے لوگوں کو بھی عہد شکنی کا بہانہ مل جائے گا نیز جب تمہاری عہد شکنی کا پردہ چاک ہوگا تو تمہاری اس حرکت کو دیکھ کر لوگ اسلام سے بدظن ہوجائیں گے اور اُن کا یہ کہنا بے جا ہوگا کہ جب اِس دین کے پہلے ماننے والے ایسی خسیس حرکتیں کرتے ہیں تو ایسے دین کو دُور سے ہی سو سلام۔ اِس کے علاوہ دنیا میں تمہارا بھرم کُھل جائے گا۔ اور تمہارے قول و قرار پر کسی کو اعتماد نہیں رہے گا۔ جس طرح تم اپنے معاملات اور معاہدات میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کررہے ہو تمہارے دوست بھی تمہارے ساتھ مخلصانہ برتاؤ نہیں کریں گے۔ یہ ساری خرابیاں جو تمہاری عہد شکنی پر مرتب ہونگی ان کے تم ذمہ دار ہوگے۔ اور تمہیں اس کی سزا بھگتنی ہوگی۔ قرآن حکیم کی یہ تعلیمات کتنی واضح ہیں وہ اپنے ماننے والوں کو معاہدہ کی ہر قیمت پر پابندی کا کِتنا صاف حکم دے رہا ہے۔ کتنی خوبی سے اُن بُرے نتائج کی نشاندہی فرمائی۔ جو ایک مسلمان کی عہد شکنی پر مرتب ہوتے ہیں۔

اگر ہم حقیقت پسند بننا گوارا کریں اور حالات کا صحیح جائزہ لینے کی ہمت

Marfat.com

بھی رکھتے ہوں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ تبلیغ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہماری اپنی بداعمالیاں ہیں۔ ورنہ اس دور میں جب کہ آمدورفت کے ذرائع آسان ہو گئے ہیں اور تبلیغ واشاعت کے وسائل سہل بھی ہیں اور ارزاں بھی۔ نورِ اسلام سے وسیع علاقوں کے مرحوم رہنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

عقل نے وحی سے رشتہ منقطع کر کے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی بڑی کوششیں کیں لیکن اس کی ہر ایسی کوشش کا نتیجہ بڑا خطرناک نکلا۔ انسان ہر قسم کے خودساختہ اِزموں کو آزماتے آزماتے دل برداشتہ ہو گیا ہے۔ اب وہ محسوس کرنے لگا ہے کہ عقل کی آنکھ وحی الٰہی کے بغیر بینا نہیں ہو سکتی تشنہ لب قوموں کو اسلام کے چشمۂ شیریں سے اپنی پیاس بجھانے کی دعوت دینے کا اب بہترین وقت تھا۔ لیکن ہم نے اپنی بدکرداریوں کے خس وخاشاک سے اس چشمہ کو اتنا گدلا اور مکدر کر دیا ہے کہ کوئی اس طرف رُخ کرنے کی خواہش ہی نہیں کرتا۔

قرآن کریم نے اِن الفاظ میں واضح طور پر بتا دیا کہ اگر تم نے فریب دہی، عہد شکنی اور دیگر رذائل سے اپنی سیرت کا دامن آلودہ کر لیا تو یاد رکھو اشاعتِ دین کی راہ میں روڑے اٹکانے والے تم ہو گے۔ اور اس سنگین جُرم کے نتائج سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔ تذوقوا السوء کے کلمات کتنے معنی خیز ہیں۔ اب ہم اِس کوتاہی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ ذوق السوء فی الدنیا ھومایحل بھم من المکروہ۔ (قرطبی)۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ (النحل:95)

Marfat.com

"اور مت بیچو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیشک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو"۔

تشریح:۔ جن فوائد اور منافع کے پیشِ نظر تم عہد شکنی کر رہے ہو۔ وہ تمہاری نظر میں بڑے اہم کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فوائد اور منافع تمہارے قول و قرار کی بہت ہی گھٹیا قیمت ہیں اور اتنی سستی قیمت پر مؤمن کو اپنا قول و قرار بیچتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ اِس آیتِ مبارکہ میں ان حکام اور عدالت کی کرسی پر بیٹھنے والوں کو تنبیہ کی کہ تم نے یہ منصب سنبھالتے ہوئے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کا عہد کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی تھی۔ اب تم اس کو سراسر پسِ پشت ڈال کر من مانیاں کر رہے ہو۔ کیا تمہیں یہ سودا منظور ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

"جو (مال و زر) تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائیگا اور جو (رحمت کے خزانے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ باقی رہیں گے اور ہم ضرور عطا کریں گے انہیں جنہوں نے (ہر مصیبت میں) صبر کیا ان کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے"۔ (النحل:96)

تشریح:۔ عہد شکنی، رشوت ستانی، چور بازاری اور دیگر ناجائز وسائل سے تم کتنا مال کیوں نہ فراہم کرلو، وہ ختم ہونے والا اور فنا ہونے والا ہے لیکن اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی رحمت کے خزانے بے پایاں ہیں وہ ختم نہیں ہوتے۔ تم باقی کے بدلے فانی کو کیوں پسند کر رہے ہو۔ تم دنیا کے لالچ کے باعث ربِّ کریم کو ناراض کرنے کی غلطی نہ کرو۔ وہ تمہیں اپنے خزانۂ غیب سے ایسی برکتیں مرحمت فرمائے گا جو تمہاری ساری ضروریات کی کفیل بن جائیں گی۔

ایفاءِ عہد کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود جو عمل کر کے دیکھایا، ہمیں اِس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ آپ کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو کوئی چیز فروخت کی لیکن جو چیز میں نے فروخت کی وہ ساری کی ساری اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں پیش نہ کر سکا، اِس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا۔ میں نے وعدہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یہاں ٹھہریں میں ابھی بقیہ لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ میں چلا گیا، مجھے یہ بات بھول گئی اور دیگر کاموں میں مصروف ہو گیا۔ تین دن کے بعد مجھے اچانک یاد آیا کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھ وعدہ کر آیا تھا کہ میں بقیہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو لا کر دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم میرا انتظار کریں۔ جب میں وہ چیز لے کر وہاں پہنچا تو رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اُسی جگہ تشریف فرما تھے جہاں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو چھوڑ کر گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کسی

Marfat.com

ناراضگی اور غضب کا اظہار نہیں کیا بلکہ اپنے من موہنے انداز میں اتنا فرمایا۔

یَا فَتٰی لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ وَاَنَا ھٰھُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُکَ

"اے نوجوان! تو نے مجھے بڑی تکلیف پہنچائی ہے میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں"۔

(ضیاء النبی ﷺ جلد 5 صفحہ 364، بحوالہ الشفاء، جلد 1)

اِس موضوع کو احکم الحاکمین کے اِس پُر جلال فرمانِ بے مثال پر ختم کرتا ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (آلِ عمران:77)

"بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لیے آخرت میں اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ اور دیکھے گا بھی نہیں ان کی طرف قیامت کے روز اور نہ پاک کریگا انہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

تشریح:۔ کبیرہ گناہوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن ان میں سے عہد شکنی اور وعدہ خلافی پر جو سزا مقرر کی گئی ہے وُہ کسی دُوسرے گناہ کے لیے تجویز نہیں کی گئی۔ عہد شکنی کے لیے پانچ سزاؤں کا یہاں ذِکر ہے۔ (1) وُہ آخرت کی

Marfat.com

نعمتوں سے یکسر محروم کر دیا جائے گا۔(2) رحمٰن ورحیم خُدا اُس سے بات تک نہ فرمائے گا۔ (3) اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے بھی وہ محروم رہے گا۔(4) گناہ کی آلائشوں سے بھی اُسے پاک نہیں کیا جائے گا اور (5) اِس کے علاوہ اُسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔

کوئی ہے! ایسا دِل گردے والا جو اِن سزاؤں کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو؟ قرآنِ پاک کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے والی قوم اگر اِس پُر ہیبت وپُر جلال آیتِ مبارکہ کو پڑھنے کے بعد بھی اپنے وعدہ کی پابند نہیں بنے گی تو کب بنے گی؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اِرشادِ گرامی بھی پڑھ لیجئے۔

منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وُہ روزہ رکھے اَور نماز پڑھے اَور اپنے آپ کو مسلمان خیال کرے۔1 جب وُہ بات کرے تو جھوٹ بولے،2 جب وعدہ کرے تو ایفاء نہ کرے،3 جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔آیتِ مبارکہ میں دو وعدوں کا ذِکر ہے۔ ایک وُہ وعدہ جو بندہ اپنے رَب کے ساتھ اُس کی بندگی اَور فرمانبرداری کے متعلق کرتا ہے اَور دُوسرا وُہ جو لوگ آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔دونوں کی خلاف ورزی پر یہ وعید ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص گناہ کے اِرتکاب کی قسم اُٹھاتا ہے یعنی اُس نے قسم اُٹھائی کہ نماز نہیں پڑھے گا، شراب پیئے گا یا ماں باپ کو اذیت پہنچائے گا تو اُس قسم کا توڑنا لازمی ہوجاتا ہے۔جیسے حدیث شریف میں ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک نیکی پر برانگیختہ کرنے کے لیے ہے نہ کہ بُرائی اَور گناہ پر اُکسانے کے لیے۔

Marfat.com

اَب یہ ارشادِ ربِ العالمین ملاحظہ ہو۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾

"پھیل گیا ہے فساد برّ اور بحر میں بوجہ ان کرتوتوں کے جو لوگوں نے کیے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا (بُرے) اعمال کی شاید وہ باز آجائیں"۔ (سورۃ الروم آیت نمبر 41)

تشریح:۔ دُنیا میں امن وسکون تو تب ہی برقرار رہ سکتا ہے کہ ہر شخص اپنا فرض پُوری دیانتداری سے ادا کرے۔ ہر شخص کے حقوق محفوظ ہوں اور اُن سے بہرہ اندوز ہونے کی پُوری آزادی ہو۔ جب لوگ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور بددیانتی سے کام لینے لگتے ہیں یا جب کسی کے حقوق غصب کرلیے جاتے ہیں، تو پھر بحر وبرّ میں فتنہ وفساد کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں۔

ہر شخص کے فرائض کیا ہیں جو اُسے ادا کرنے چاہئیں؟ اور ہر شخص کے حقوق کیا ہیں جو اُسے ملنے چاہئیں، ان کا تعیّن دینِ اسلام نے کیا ہے جو دین فطرت ہے اور جو اس خالق و مالک کا دین ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کے فطری تقاضوں کو پُورا کیا اور ان کی تسکین کے سامان بڑی فیاضی سے مہیا فرما دیئے۔ جس قدر بھی کسی قوم نے اس نظامِ حیات کو اپنایا اسی قدر ان کی زندگیاں اور ان کا ماحول خوشی اور مسرت سے ہمکنار رہا۔ اور جہاں بھی کسی قوم نے اس نظام سے روگردانی کی وہاں سے اسی انداز سے امن وسکون رخصت ہوا اور بے چینی اور اضطراب کے اندھیرے وہاں پھیلنے لگے۔ عقائد کی قوت مسلّم ہے۔ عملی

Marfat.com

زندگی میں ان پر مرتب ہونے والے نیک وبد اثرات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جب عقائد صحیح ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفاتِ عالیہ پر ایمان پختہ ہوتا ہے تو قلب و رُوح کی دُنیا میں بہار آہی جاتی ہے۔ عملی دُنیا میں بھی دیانتداری، اخلاص، حق گوئی، جرأت، بے نیازی اور استغناء کے پھول مہکنے لگتے ہیں اور جہاں بندے کا تعلق اپنے ربِّ کریم سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جہاں کفر وشرک کی عفونت پھیل جاتی ہے، وہاں انسان کی عملی زندگی بھی بدکاریوں، بداعمالیوں کی آماجگاہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اگر وہ طاقتور ہے تو شترِ بے مہار بن کر لوگوں کے حقوق پامال کرنے لگتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہے تو گرے ہُوئے سُوکھے پتّے کی طرح ہچکولے کھاتا ہے، اسے کہیں قرار نہیں ملتا۔ وہ خسیس ترین حرکات کے ارتکاب سے بھی نہیں شرماتا۔

جس معاشرہ میں انسان کی جان، مال اور عزت وناموس محفوظ نہ ہو کیا وہاں امن وسکون میّسر آسکتا ہے؟ آپ عہدِ جاہلیت کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں ہر مُلک میں آپ کو اِس آیتِ مبارکہ کی عملی تفسیر دکھائی دینے لگے گی۔ اور آپ عصرِ حاضر کے حالات کا جائزہ لیں، تو آپ کو پتہ چلے گا کہ انسان کو خدا فراموشی، نوامیس فطرت سے سرتابی اور اسلام کے پیش کیے ہُوئے نظامِ حیات سے روگردانی کی سزا کس طرح مل رہی ہے۔ نہ خشکی پر کہیں امن ہے، نہ سمندر کی بیکراں وسعتوں میں کہیں گوشۂ عافیت نظر آتا ہے، زمین پر جگہ جگہ میزائلوں کے اڈے قائم ہیں جہاں سے ایک برِّ اعظم سے دوسرے برِّ اعظم پر ایٹم بم برسا کر ہر چیز کو خاکِ سیاہ بنایا جا سکتا ہے اور سمندر کی سطح بلکہ سمندروں کو اُبلتے

Marfat.com

ہُوئے جہنم میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ کرّہ ہوائی میں بڑی بلندیوں پر امریکہ کا ہوائی بیڑہ جو ہزاروں طیاروں پر مشتمل ہے ہروقت مصروفِ پرواز رہتا ہے۔ اس میں مہلک قسم کے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم فٹ کردیئے گئے ہیں۔ ایک سگنل سے وہ کہرام رستاخیز برپا کرسکتے ہیں۔ بڑی قوتیں مہلک سے مہلک اسلحہ بنانے کی دَوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے مُلکی ثروت کو پانی کی طرح بہارہی ہیں۔ خانگی زندگی بھی ہماری بداعمالیوں سے جنم لینے والے فساد سے محفوظ نہیں، میاں بیوی کے درمیان اعتماد جو خانگی زندگی کی مسرتوں کے لیے شرطِ اوّل ہے تیزی سے مفقود ہوتا چلا جارہا ہے۔ ماں باپ اپنی عیش کوشی کے باعث اولاد کی صحیح تربیت سے قاصر ہیں، غیر تربیت یافتہ اولاد بڑی ہو کر اپنے والدین کا ادب ملحوظ نہیں رکھتی بلکہ انہیں ناقابلِ برداشت بوجھ خیال کرتی ہے۔ بڑوں کے دلوں میں چھوٹوں کے لیے شفقت نہیں رہی، چھوٹوں کی آنکھیں شرم وحیا کے نور سے محروم ہوگئی ہیں اور اپنے سے بڑوں کی پگڑی اچھالنا فیشن بن گیا ہے۔ جب ہمارے گردوپیش اس قسم کے حالات ہوں تو پھر اِس آیتِ مبارکہ کا مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ آیتِ مبارکہ کے آخری حصہ کی تشریح ضیاء القرآن میں اس خوبصورت انداز میں لکھی ہے۔

کہ اپنے چمنِ حیات کو جن خاردار جھاڑیوں سے لوگوں نے بھر دیا ہے اِس کے کانٹوں کی چبھن تو وہ بھی محسوس کریں اپنے گناہوں اور بدکرداریوں کی سزا وہ بھی تو چکھیں۔ اور اِس میں حکمت یہ ہے کہ شاید وہ لوگ اپنے اعمالِ بد کی تباہ کاریوں سے عبرت حاصل کریں اور موت سے قبل اپنی اصلاح کرلیں۔

Marfat.com

اَب پھر نہایت ادب اور انتہائی معذرت کے ساتھ اُن اہلِ علم کی خدمت میں عرض گزار ہوں، جو مصلحت سے کام لیتے ہوئے وہ احکامِ الٰہی جن میں حلال وحرام کے متعلق بتایا گیا ہے مسلمانوں کو پڑھ کر نہیں سناتے، اپنے حلقہ احباب میں حرام سے بچنے کی ہدایت نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگ جو حرام کاروبار کر رہے ہیں اُن کے اُس حرام کاروبار کا علم ہونے کے باوجود، اُن کے گھروں میں جاکر اُن کے کاروبار میں وسعت اور ترقی کی دُعائیں کرتے ہیں۔

کیا آپ نے قرآنِ کریم میں یہ ارشادِ خداوندی نہیں پڑھا ؟

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾

''اَے ایمان والو! بیشک پادری اور راہب کھاتے ہیں لوگوں کے مال ناجائز طریقہ سے اور روکتے ہیں (لوگوں کو) راہِ خدا سے اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سُنا دیجیے دردناک عذاب کی''۔ (التوبہ:34)

تشریح:۔ قانون سازی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں نے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے لوگوں کا مال لوٹنا شروع کر دیا۔ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرونِ وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے

Marfat.com

دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اِس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کیا کرتا تھا۔ اسکے نائب بھی بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اِس کی قیمت ادا کیا کرتا تھا۔ بادشاہوں، شہزادوں، اُمراء، وزاراء اور قوم کے دولتمند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اِس طرح ان سے مُنہ مانگے نذرانے وصُول کرتے۔ رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پُجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے۔ لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اُترے کہ یہی بدکاریاں اگر اِسلام کے عالم اور پیر کریں گے تو وہ بھی اِسی طرح مجرم قرار دیئے جائیں گے بلکہ ان کا جُرم اور زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ سیّد المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آخری شریعت کے امین اور نگہبان ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ اپنی حرص کی تکمیل کیلیے یہ نازیبا حرکتیں کرتے بلکہ وہ طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کر کے لوگوں کو حق قبول کرنے سے بھی متنفر کرتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دھاندلی اس وقت تک رہے گی جب تک لوگ اِن کے دامِ فریب میں گرفتار ہیں اور اگر اس کے پُرزے اڑ گئے تو پھر یہ سادہ لوح ان کے قابو میں آنے کے نہیں۔

اگرچہ بعض علماء نے اِس آیتِ مبارکہ کو بھی اہلِ کتاب سے مخصوص کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اِس میں اہلِ کتاب اور مسلمان سب داخل ہیں۔ جس

Marfat.com

میں یہ خرابی ہوگی وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ وقال ابوذر وغیرہ المراد بھا اھل الکتب وغیرھم من المسلمین وھو الصحیح (قرطبی)۔ کیونکہ اگر صرف اہلِ کتاب مُراد ہوتے تو پھر الّذین کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔

کنز لغت میں اس مال کو کہتے ہیں جسے اکٹھا کر کے جمع کر دیا جائے۔ الکنزاصلہ فی اللغۃ الضم والجمع۔ اِس آیت کے متعلق صحابہ کا آپس میں اختلاف ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ وہ مال جو ضرورت سے زیادہ ہو اِس کو جمع کر کے رکھنے کی یہی سزا ہے جو اِس آیت مبارکہ میں مذکور ہے۔ لیکن جمہور صحابہ جن میں خلفاء راشدین بھی ہیں کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ اِس وعید میں داخل نہیں۔ ان الکنزاسم لمالم یؤدّ زکاتہ المفرضۃ (حصاص) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز نہیں اگرچہ وہ سات زمینوں کے نیچے مدفون ہو اور جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے خواہ وہ ظاہر ہی کیوں نہ ہو۔ ماادّی زکاتہٗ فلیس بکنزوان کان تحت سبع ارضین ومالم تودزکاتہٗ فھو کنز وان کان ظاھرا (المنار) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہدِ ہمایوں میں بھی مال دار صحابہ (حضرت عثمان وعبدالرحمٰن رضوان اللہ علیہم اجمعین) موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انہیں کبھی حکم نہیں دیا کہ تم سارا مال صدقہ کر دو بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اپنا سارا مال راہِ خدا میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے منع فرمایا۔ ہاں اگر صورتِ حال نازک ہو جائے، عام قحط سالی کا دور دورہ

Marfat.com

ہو،لوگ فاقوں مر رہے ہوں، بیت المال خالی ہو چکا ہو۔ اِس وقت صرف زکوٰۃ کی ادائیگی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا بلکہ حاکم وقت ضرورت کے مطابق زکوٰۃ سے زیادہ بھی وصول کر سکتا ہے۔ ان حالات میں دولت کا جمع رکھنا بھی جائز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل ہمیں دردناک انجام سے بچنے کی توفیق ارزانی فرمائے، (آمین ثم آمین)

آپ کی خدمت میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں واقعہ معراج سے ایک چھوٹا سا اقتباس پیش کرتا ہوں۔

اِس سفر مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی قدرت کی آیات کبریٰ کا مشاہدہ کرایا نیز چند اعمال پر مرتب ہونے والے اثرات اور عواقب کو مخصوص پیکر میں پیش کیا گیا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اُمتی ان سے عبرت حاصل کر سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا گزر ایسی قوم کے پاس سے ہوا جن کے سروں کو کوٹا جا رہا تھا وہ پھر فوراً پہلے کی طرح درست ہو جاتے، یہ سلسلہ لگاتار جاری تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی نہیں کرتے۔ پھر ایسی قوم دکھائی جن کے آگے پیچھے چیتھڑے تھے وہ اس طرح چر رہے تھے جس طرح اونٹ اور بکریاں چرتی ہیں اور ضریع (ایک خاردار کڑوی بوٹی) اور زقوم کھا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

واصحابہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ پھر ایک ایسی قوم دکھائی دی جن کے پاس ایک ہانڈی میں پکا ہوا لذیذ گوشت ہے اور دوسری میں بدبودار گوشت ہے۔ وہ لوگ پاک اور لذیذ گوشت کو نہیں کھاتے اور اس ردی اور بدبودار گوشت پر ٹوٹے پڑتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اِن کے بارے پوچھا تو انہوں نے عرض کی یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیویاں ہیں لیکن وہ بدکار عورتوں کے ساتھ رات گزارتے ہیں۔ یہی حال اِس عورت کا ہوگا جو حلال اور طیب خاوند کی موجودگی میں خبیث آدمی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

پھر راستہ میں ایک لکڑی کے پاس سے گزر ہوا جو چیز یا کپڑا اس کے نزدیک ہوتا ہے اس کو پھاڑ دیتی ہے۔ اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو جبرئیل نے جواب دیا یہ آپکی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو راستوں پر کچہری لگا کر بیٹھیں گے اور لوگوں کا راستہ کاٹیں گے پھر ایک آدمی کو دیکھا جو خون کی نہر میں تیر رہا ہے اور اسکے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے ہیں پوچھنے پر جبرئیل نے بتایا یہ سود خور ہے پھر ایک ایسا آدمی نظر آیا جس نے بڑی بھاری گٹھڑی باندھی ہوئی ہے لیکن وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور اِس گٹھڑی میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے عرض کی یہ آپ کی اُمت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں گی اور وہ ان کو ادا نہیں کرے گا اور مزید امانتیں رکھنے کا خواہش مند ہوگا پھر یہ ہیبت ناک منظر دکھائی دیا کہ قینچی کے ساتھ ایک قوم

Marfat.com

کی زبانیں اور اِن کے ہونٹ کاٹے جارہے ہیں وہ زبانیں اور ہونٹ کٹنے کے بعد پھر جوں کے توں ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی۔

هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ مِنْ أُمَّتِكَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ

"یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اُمت کے فتنہ باز خطیب ہیں جو دوسروں کو کہتے ہیں اُس پر خود عمل نہیں کرتے۔"

پھر ایسے لوگ نظر آئے جن کے ناخن تانبے کے ہیں اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان سے کھرچ رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان کے بارے میں عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی اُن کی غیبت میں مصروف رہتے ہیں اور اُن کی عزتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں۔

وہ لوگ جو ملتِ اسلامیہ میں اپنے مفادات کی خاطر فتنہ وفساد برپا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اپنے خالق و مالک کا یہ فرمان ذیشان پڑھیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

"اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ تعالیٰ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وُہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے

Marfat.com

(آپس میں) دُشمن پس اُس نے اُلفت پیدا کردی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے اِحسان سے بھائی بھائی اَور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچالیا تمہیں اِس (میں گرنے) سے یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں تاکہ تم ہدایت پر ثابت رہو"۔ (سورہ آلِ عمران آیت نمبر 103)

تشریح:۔ حبل کا لغوی معنی ہے السبب الذی یوصل به الی البغیة (القرطبی) یعنی وہ چیز جو مقصد تک پہنچنے کا سبب ہو لیکن اِس کا استعمال مختلف معنوں میں ہوتا ہے۔ وُہ پٹھہ جو گردن کو کندھوں سے ملاتا ہے اسے بھی حبل کہتے ہیں۔ والحبل الرسن والحبل العهد۔ حبل کا معنی رسی بھی ہے اَور عہد بھی۔ حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب وابن مسعود وابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے روایت فرمائی ہے حبل اللّٰہ القرآن۔ اللہ تعالیٰ کی رسی سے مُراد قرآن ہے۔ اسلاف سے حبل اللہ کی تفسیر میں جو متعدد اقوال منقول ہیں ان میں تضاد نہیں بلکہ وُہ ایک دوسرے کے مؤید اَور موافق ہیں۔

زندگی کی اِس رزم گاہ میں جہاں شکست وریخت، تعمیر وتخریب اَور فنا وبقا کا نہ ختم ہونے والا چکر چل رہا ہے کوئی قوم عزت ووقار سے زندہ وسلامت نہیں رہ سکتی جب تک اِس کے افراد میں اِتفاق واتحاد نہ ہو۔ اَور کوئی اِتحاد پائندہ وپائدار نہیں ہوسکتا جب تک محکم اور حقیقی بنیادوں پر اس کی عمارت نہ تعمیر کی گئی ہو۔ اُمتِ مُسلمہ جو کہ دولتِ رُشد وہدایت کی امین اور رحمتِ خداوندی کی قاسم

Marfat.com

بنا کر بھیجی گئی ہے۔ جسے ہر باطل سے ٹکرانا ہے اور ٹکرا کر اُسے پاش پاش کرنا ہے۔ جسے قلب ونظر کے سارے صنم کدے مسمار کرنے ہیں۔ جسے ہر دل کو بیت اللہ اور ہر نگاہ کو اُس کا شناسا بنانا ہے۔ اس قوم کیلئے ضروری ہے کہ اپنے لیے نہ سہی اپنے بلند اور پاکیزہ مقصد کے لیے زندہ رہے اور عزت وقار سے زندہ رہے تا کہ اُس کی آواز سُنی جائے اور مانی جائے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں کہ اس کے افراد میں اِتحاد واتفاق ہو۔ اور وُہ اِتحاد واتفاق سطحی نہ ہو، جسے کوئی تندُ تیز لہر بہا کر لے جا سکے بلکہ حقیقی اور پائدار ہو۔ اس لیے اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متحد ہونے کا بھی حکم دیا اور ان کے لیے وہ مستحکم بنیاد مقرر فرمائی جس سے محکم تر کوئی اور بنیاد نہیں ہو سکتی۔ وہ قرآنِ کریم ہے۔ قرآنِ کریم پر عمل کرنے کے لیے اِس کا صحیح سمجھنا ضروری ہے۔ اور اس کی صحیح سمجھ اس ذاتِ اقدس واطہر کے بیان اور تفسیر کے بغیر ناممکن ہے جسے قرآن پاک نازل کرنے والے خدا نے بھیجا ہی قرآنِ پاک کو صحیح صحیح سمجھانے کے لیے تھا۔ علامہ قرطبی نے فرمایا اور خوب فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اعتقاداً اور عملاً کتاب وسنّت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ ہمارے اِتحاد کا صرف یہی سبب ہے اور صرف اسی طرح اِتفاق واتحاد کی نعمت میسر آسکتی ہے۔ جس سے ہمارے دین و دنیا کے حالات سنور سکتے ہیں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جزیرہ نما عرب کی کیا حالت تھی۔ وہ آپس میں اُنس ومحبت اور شفقت ورحمت کرنے والے اِنسانوں کا ملک نہیں تھا بلکہ ایک کوہِ آتش فشاں تھا جس سے ہر لحہ

Marfat.com

بغض وعناد کی آگ برستی رہتی تھی اور دُور دُور تک آبادیاں جل کر خاکستر ہو جایا کرتی تھیں۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسر پیکار تھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقہ سے جنگ آزما تھا۔ جذبات اتنے مشتعل اور بے قابو تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر خون کی ندیاں بہہ جایا کرتی تھیں۔ ایک بار اگر جنگ کی آگ سُلگ پڑتی تھی تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ اوس وخزرج میں لڑائی کا سلسلہ ایک سو بیس 120 سال تک جاری رہا۔ کسی کی جان، کسی کا مال محفوظ نہ تھا۔ یہاں تک کہ اسلام کا بادل آیا اور رحمتِ خداوندی بن کر برسا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سراپا نور وسرور کا ظہور ہوا تو عرب کے اُجڑے دیار میں بہار آ گئی۔ عداوت کی جگہ محبت نے، وحشت کی جگہ اُنس نے، انتقام کی جگہ عفو نے، خودغرضی کی جگہ اخلاص وایثار نے اور غرور وتکبر کی جگہ تواضع وانکسار نے لے لی۔ یہ وُہ انقلاب تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی۔ جس کی برکت سے عرب کے صحرانشینوں نے تاریخ عالم کا رُخ موڑ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اِسی اِحسانِ عظیم کی یاد تازہ کر رہا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی برکت اور فیض نگاہ سے تمہارے ٹوٹے ہوئے دِل جوڑ دیئے اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اور ذلت ورُسوائی کی پستیوں سے نکال کر ترقی وعزت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ تم دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، بس آنکھ بند کرنے کی دیر تھی اور تم اس گڑھے میں گر پڑتے۔ لیکن رحمتِ الٰہی نے تمہاری دستگیری کی اور تمہیں آتشِ جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔ ان احسانات کو یاد کرو اور یاد رکھو۔ اور اِسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اور اپنی صفوں میں انتشار کو جگہ نہ دو۔ اِس آیت

Marfat.com

کریمہ کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اور ان کے متعلق ہی خدائے بصیر وخبیر فرما رہا ہے کہ میں نے ان کے دِل جوڑ دیئے۔ اُنہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اُن کو دوزخ سے نکال لیا۔ اب جو لوگ اِن نفوسِ قدسیہ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ ان کو دائرہ اِسلام سے خارج سمجھتے ہیں وُہ خود ہی ذرا اِنصاف کریں اور بتائیں کہ وُہ کون لوگ تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شِیر وشکر کیا تھا۔ وہ کون تھے جن کو دوزخ کے کنارے سے ہٹا کر جنت میں پہنچایا تھا۔ حقیقت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اِعتراض نہیں بلکہ قرآنِ کریم پر، اِسلام پر اور پیغمبر اِسلام پر براہِ راست اعتراض ہے۔ اور جن کے ذہن فتنہ زاد نے اِن شکوک کو جنم دیا تھا اُن کے پیشِ نظر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مطعون کرنا نہیں تھا بلکہ چابکدستی سے اِسلام اور پیغمبر اِسلام کی عظمت کو داغدار کرنا تھا کہ یہ ہیں تمہارے اِس نبی کے اولین شاگرد جس کی قصیدہ خوانی سے تم رات دن آسمان سر پر اُٹھائے رکھتے ہو۔ ان اِعتراضات کرنے والوں پر تو ہمیں حیرت نہیں، افسوس ہمیں ان مسلمانوں پر ہے جو دشمن کے اس دامِ فریب میں پھنس جاتے ہیں اُور ان مقدس ہستیوں کے متعلق بے باکی کی جرأت کرتے ہیں جن کے دفترِ حیات کی ہر سطر آفتاب و مہتاب سے تابندہ تر ہے۔

قارئینِ کرام! اِس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں ایک نیا موضوع شروع ہوا ہے اور وہ ہے۔

عظمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اِس موضوع پر آپ

Marfat.com

کی خدمت میں قرآنِ کریم کی تین آیاتِ مقدسہ پیش کرتا ہوں ویسے تو پورے کا پورا قرآن پاک نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور آپ کے جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دشمنوں کی مذمت سے بھرا ہوا ہے لیکن یہاں صرف تین آیاتِ کریمہ پیش کرتا ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (الحجرات:3)

"بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سامنے، یہی وہ لوگ ہیں مختص کرلیا ہے اللہ تعالیٰ نے اِن کے دِلوں کو تقویٰ کے لیے۔ انہی کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے"۔

تشریح:۔ اب ان لوگوں پر اپنی عنایات کا ذکر فرمایا جارہا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اِس آیت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے اس کے دو لفظوں کی تشریح کرنا ضروری ہے۔

یَغُضُّوْنَ: غض البصر۔ آنکھیں نیچی کرنا۔ غض الصوت: آواز کو آہستہ کرنا۔

Marfat.com

اِمتَحَنَ: علامہ ابی عبداللہ قرطبی نے علمائے لغت وتفسیر کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

قال الفراء: ای اخلصھاللتقویٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان باادب حضرات کے دلوں کوتقویٰ کے لیے خالص کرلیا ہے۔

قال الاخفش: اختصھا۔ اخفش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے مخصوص کرلیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں الامتحان افتعال من محنت الادیم محناحتی اوسعتہ فیعنی امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ وسّعھا وشحھا للتقویٰ۔ یعنی امتحان بابِ افتعال ہے۔ اِس کا لغوی معنی ہے چمڑے کوکھلا کرنا، اِس مفہوم کے پیش نظر آیت کا معنی ہوگا کہ ہم نے ان کے دلوں کوتقویٰ اور پرہیزگاری کے لیے کشادہ اور وسیع کردیا ہے۔ وہ تقویٰ کی راہ پر چلتے ہوئے کوئی گھٹن یا بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ علامہ زمخشری نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ایک اور نکتہ پیدا کیا ہے، لکھتے ہیں. من قولك امتحن فلان لامر كذا وجرب له ودرّب للنهوضبه فهومضطلع به غيروانٍ عنه (کشاف) یعنی جب کوئی شخص کسی چیز کا خُوگر اور عادی بن جائے اور اسے اس کی خوب مشق کرادی جائے تو عرب کہتے ہیں امتحن فلان لامر کذا۔ جب کوئی شخص مسلسل ریاضت اور مشق سے کسی چیز کا عادی بن جاتا ہے اس وقت وہ اس بارِگراں کوآسانی سے اٹھالیتا ہے اور اس میں کسی ضعف اور کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

ان لغوی تحقیقات کے بعد اب اس آیت کوغور سے پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں ہم ان پر تین خصوصی احسان فرماتے ہیں۔ پہلا احسان تو یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو تقویٰ کا عادی بنا دیتے ہیں۔ اس بارِ گراں کے اٹھانے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو ہم بخش دیتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ ہم انہیں اجرِ عظیم سے بہرہ ور فرمائیں گے۔ مغفرت اور اجر کی تنکیر، تعظیم کے لیے ہے اور اجر کو عظیم سے موصوف کر کے اس کی عظمت میں مبالغہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اجر ایسا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔

قارئین کرام! اِس آیتِ مبارکہ کے مخاطب کون لوگ تھے؟ کیا وہ خوش بخت لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھی یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ تھے؟ یقیناً وہ خوش نصیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صراحۃً اعلان فرما دیا کہ ہم نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کی آنکھوں میں اسے یوں آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر و فسوق کی نفرت اور بغض ان کے دلوں میں یوں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن نفوسِ قدسیہ کی حالت کلامِ الٰہی میں ان نورانی الفاظ سے بیان کی گئی ہو ان کے ایمان کے بارے میں شک کرنا اور ان کے دامن پر کیچڑ اُچھالنا بدبختی اور محرومی کی انتہا ہے۔

Marfat.com

جن نفوسِ قدسیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ (المجادلہ:22)

”تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے فیضِ خاص سے اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ سُن لو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے“۔

تشریح:۔ اِس آیت کریمہ میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے

Marfat.com

ہیں۔ اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دشمنوں کی محبت پائی جائے۔ جس طرح پاک اور پلید پانی ایک برتن میں اکٹھے نہیں رہ سکتے اسی طرح نورِ ایمان اور دشمنانِ اسلام کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔ جو شخص ایمان کا مدعی ہے اور کفار اور منافقین کے ساتھ بھی دوستی کے تعلقات رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو فریب دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ کریم کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیتا ہے۔ ان میں سے چند قریبی رشتوں کا صراحۃً ذکر فرما دیا۔ اولاد کو اپنے والدین سے محبت بھی ہوتی ہے اور ان کا ادب اور لحاظ بھی ہوتا ہے لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹا اس کی پرواتک نہیں کرتا۔ اسی طرح باقی رشتے بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جب غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء بدر واُحد کے میدانوں میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو جو بھی ان کا مدِ مقابل بنا انہوں نے بلا تامل اُس کو خاک وخون میں ملا دیا۔

حضرتِ ابو عبیدہ جب میدانِ جنگ میں گئے تو اُن کا باپ عبداللہ اُن کے سامنے آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کے وار سے اُس کا سر قلم کردیا۔

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ نے شانِ رسالت میں کچھ گستاخی کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس زور سے

Marfat.com

دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پوچھا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میرے آقا اگر اُس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اُس کو قتل کر دیتا۔ بعد میں حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بااسلام ہو گئے تھے۔

بدر کے دن صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو للکارا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے جنگ کی اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا دعنی اکون فی الرعلة الاولیٰ۔ میرے آقا مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں شہداء کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔ حبیبِ کبریا علیہ اطیب التحیۃ والثناء نے فرمایا:

متعنابنفسك یاابابکر ماتعلم انك عندی بمنزلة سمعی وبصری

"اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھالینے دے۔ تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میرے کان اور میری آنکھ کی طرح ہے"۔

اسی طرح حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمیر نے اپنے بھائی عبید کو اُحد کے روز قتل کیا۔ بدر کی جنگ میں ایک انصاری نے اِن کے بھائی ابو عزیز بن عمیر کو گرفتار کر لیا۔ وہ اُسے رسی سے باندھ رہا تھا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور پکار کر کہا اِس کو خوب کس کر باندھنا، اِس کی ماں بڑی مالدار ہے، گراں قدر فدیہ ادا کرے گی۔ ابوعزیز نے کہا مصعب! تم بھائی ہو کر ایسی بات کہہ رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تیرا میرا بھائی چارہ ختم ہو چکا، اب یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے۔ حضرت فاروقِ

Marfat.com

اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام ابن مغیرہ کو قتل کیا، سیدنا علی، سیدنا حمزہ، سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہم نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید کو تہِ تیغ کیا۔ شمع نبوت کے پروانوں نے عملی نمونہ پیش کیا اور دنیا کو بتادیا کہ ان کے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت ہے اور بس۔

یہی وہ خوش نصیب اور ارجمند حضرات ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا ہے۔ یہ نقش نہ مٹ سکتا ہے نہ دھندلا پڑسکتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے رُوح سے تقویت بخشی ہے۔ رُوح کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں المراد بالروح نور القلب وھو نور یقذفہ اللہ تعالیٰ فی قلب من یشاء من عبادہ تحصل بہ الطمانینۃ: یعنی رُوح سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اِس نور سے اُس کو طمانیت وتسکین نصیب ہوتی ہے (رُوح المعانی) کیونکہ اس کی وجہ سے پاکیزہ ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے اس لیے اسے بطورِ مجاز رُوح فرمایا گیا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے ان بندوں پر بڑا احسان تھا کہ اُس نے ان کے لوحِ قلب پر ایمان نقش کردیا۔ پھر ان کے دل میں نُور ڈال دیا جس سے ان کو طمانیت اور استقامت نصیب ہوئی۔ اسی کی قوت سے عشق کے امتحان میں وہ کامیاب ہوئے۔ اب ان انعامات کا ذکر فرمایا جارہا ہے جن سے ان وفا شعار سرفروشوں کو نوازا جائے گا۔ مژدۂ جنت سُنانے کے بعد فرمایا یہ وہ بلند اقبال

Marfat.com

اور فیروز بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن سے راضی ہوگیا اور وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ اب اس کی حقیقت کو ان خوش نصیبوں کے بغیر کون سمجھ سکتا ہے یا اس کی قدر و منزلت کو کون پہچان سکتا ہے جن پر یہ عنایتِ خاص فرمائی گئی۔ آخر میں انہیں یہ خوشخبری بھی سُنادی کہ تم ہمارے ہو اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا تاج صرف اِن کو پہنایا جاتا ہے جو ہمارے ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق اب تیسری آیتِ کریمہ پیش کرتا ہوں جس میں شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان ہوئی ہے۔ آیئے آیتِ طیبہ کی تلاوت، ترجمہ اور تشریح پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا صدقہ ہمیں اپنے اِن مقبول بندوں کی محبت عطا فرمائے اور ان کا ادب واحترام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

ارشادِ ربِ ذوالجلال ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ
لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ
كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

"اگر تم مدد نہ کرو گے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تو (کیا ہوا) اُن کی مدد فرمائی ہے خود اللہ تعالیٰ نے جب نکالا تھا اِن کو کفار نے۔ آپ دوسرے

Marfat.com

تھے دو سے جب وہ دونوں غارِ (ثور) میں تھے جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو کہ مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اِن پر اور مدد فرمائی، ان کی ایسے لشکروں سے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کر دیا کافروں کی بات کو سرنگوں اور اللہ تعالیٰ کی بات ہی ہمیشہ سر بلند ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے"۔ (توبہ:40)

تشریح:۔ اِس آیتِ پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا کہ اگر تم اس کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اس نازک وقت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اعانت فرمائی تھی وہ اب بھی اس کا معین ہے۔ ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلسِ شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم باہر نکلنے لگیں تو سب یک بارگی حملہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو شہید کر دیں۔ اِسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اَے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم! صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لو اور آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو سدھارو۔ وامرك ان تستصحب ابابکر (تفسیر حسن عسکری) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔ صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم باہر نکلے تو کفار محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیتیں

Marfat.com

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا الخ تک پڑھ کران پر دم کیا توان پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بخیر وعافیت ان کے نرغہ سے نکل کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہِ ثور کے ایک غار میں آکر قیام فرمایا۔ اس کا منہ بہت تنگ تھا، صرف لیٹ کر ہی انسان اندر داخل ہو سکتا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خود اندر گئے۔ غار کو تمام خس وخاشاک سے صاف کیا، جتنے سوراخ تھے ان کو بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اندر قدم رنجہ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اندر تشریف لائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بخت کی یاوری کا کیا کہنا بیتاب نگاہیں اور بیقرار دل اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے رُوئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں۔ وہ حسنِ سرمدی وہ جمالِ حقیقی جس کی دل آویزیوں نے چشم فطرت کو تصویرِ حیرت بنا دیا تھا۔ آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آغوش میں جلوہ فرما ہے۔ اے بختِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفعتو! تم پر یہ خاکِ پریشان قربان اور یہ قلبِ حزیں نثار! اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے ڈس دیا۔ زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیدار ہوئے، اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی۔ پھر جہاں

Marfat.com

سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعابِ دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہوگئی۔
اہل مکہ تلاش میں اِدھر اُدھر مارے پھر رہے تھے۔ ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اِس غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یوں خطرہ میں گھرا دیکھ کر بے چین ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اگر انہوں نے جھک کر دیکھ لیا تو یہ ہمیں پالیں گے۔ حضور رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔ یا ابابکر ماظنّک باثنین اللہ ثالثھما۔ اَے ابوبکر! ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ نبی کی قوتِ یقین ملاحظہ ہو۔ یہ ہے توکل علی اللہ کا وہ مقام جو شان رسالت کے شایاں ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان وتسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی اس کا ورود ہوا جس سے اُن کی ہر طرح کی پریشانی دور ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تین دن تک وہاں قیام فرما رہے۔ حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی آکر کھانا پہنچا جاتیں، آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ رضی اللہ عنہ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے آتا اور تازہ دُودھ پیش کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابل اعتماد

Marfat.com

تھے کہ کسی نے راز کو افشاء نہ کیا اور گراں قدر انعام کا لالچ ان کے غلام کے دل کو بھی نہ للچا سکا۔ کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی اس طرح ناکام ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہوگئی۔

سطورِ بالا کے مطالعہ کے بعد اس آیتِ مبارکہ کی تشریح کے لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایک طالبِ حق کے لیے اِس آیتِ کریمہ کا ہر کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عظمت ورفعت کا آئینہ دار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے یارِ غار رضی اللہ عنہ کے لازوال صدق اور بے مثال وفا کا شاہدِ عادل ہے۔ لیکن ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل سے خلوص، عقل سے فہم، زبان سے اعترافِ حق اور قلم سے اظہارِ صداقت کی جرأت سلب کر لیتی ہے اور انسان علم ودانش کے بلند بانگ دعووں کے باوجود ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے۔ مناسب تو تھا کہ ضیاء القرآن کے صفات ایسے بے معنی مباحث سے پاک رہتے لیکن اہل بیت کی آڑ میں قصرِ اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ ان باتوں کو بھی زیرِ بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر متاعِ ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مُصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو

Marfat.com

داغدار کرنے کے جنون میں آیتِ طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اُٹھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لیے تم اِس آیت طیبہ کو پیش کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آپ کو سفرِ ہجرت میں رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی لیکن تمہارا یہ قول بے بنیاد ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رفاقت کی ہوتی تو اُسے وجہِ شرف کہا جاسکتا لیکن یہ تو ازخود ساتھ ہو لیے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس لیے اُن کو ساتھ چلنے سے نہیں روکا کہ مبادا وہ کفار کو مطلع کریں اور اس طرح گرفتار کرادیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا پروگرام بڑی رازداری سے طے پایا۔ جب کفار قبائل کے نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے کاشانۂ اقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ان کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس راز سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کس نے آگاہ کیا، یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے آگاہ کیا ہوگا اور یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے آگاہ فرمایا تو اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد تھا ورنہ اپنے دشمن کو ایسے رازوں سے آگاہ کرنا قطعاً قرینِ دانشمندی نہیں۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگاہ کیا ہو تو

Marfat.com

ماننا پڑیگا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صدق و وفا پر پورا بھروسا تھا اِس لیے آگاہ کیا اور اگر اُن کو منافق سمجھتے ہوئے۔ (العیاذ باللہ) آگاہ کیا تو پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفاداری بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ نے اس راز کو افشاء کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مشکلات میں مبتلا کرنے کا آغاز کر دیا اور اِس لایعنی بات کو کوئی ایماندار قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان وہ ایمان ہے جس پر خدا کو، رسولِ خدا کو اور شیرِ خدا کو مکمل اعتماد ہے۔ اسی لیے اُن کو اِس راز سے آگاہ کیا گیا اور شریکِ سفر ہونے کی سعادت بھی ارزانی فرمائی گئی۔ جب حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کی گواہی علیم بذات الصدور اللہ تعالیٰ نے دی، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی، اگر آج کا بے عمل مسلمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں کمی نہیں ہوسکتی۔ خود اس فرقہ کے علماء نے اُن کے اِس زعمِ باطل کی تردید کی ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیے:

قارئین کرام! فارسی عبارت یہاں نہیں لکھتا صرف اردو ترجمہ لکھنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں اصل عبارت ضیاء القرآن شریف میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں اِس آیتِ طیبہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پنجشنبہ کی رات کو

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں امیر المومنین کو اپنی جگہ پر سونے کا حکم دیا اور خود ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر آئے اور اِس غار کا قصد فرمایا۔

مصنف حملۂ حیدری، علامہ باذل نے واقعہ ہجرت کے بارے میں جو لکھا ہے وہ درج ہے۔ شاید ان دوستوں کے لیے سُرمہ چشمِ بصیرت کا کام دے۔

ترجمہ:۔ راوی کہتا ہے کہ دین کے سالار اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اِس مکار قوم کے محاصرے سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اُنہیں سفرِ ہجرت کی خبر دے دی تھی اس لیے وہ ساز وسامان کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جب اُن کے گھر پہنچے تو انہوں نے سفر کرنے کی ندا سُنی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اس حال سے خبردار ہوئے تو اپنے گھر سے روانہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ہمراہ ہو گئے۔

اِن دونوں حوالوں سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہجرت کے ارادہ سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ بھی اس سفر کے لیے ہمرکاب ہونے کے لیے تیار رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کفار کے محاصرہ سے بخیریت نکل کر سیدھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور انہیں ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

آخر میں حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی روایت پیش خدمت ہے اُمید ہے آپ کے اس ارشاد سے اِس تاویل باطل کا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

تفسیر حسن عسکری میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبرائیل حاضرِ خدمت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی اور یہ پیغامِ الٰہی بھی گوش گزار کیا وَاَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ ابابکرٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اِس پُرخطر سفر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

کیا اب بھی آپ قاضی نور اللہ شوستری کی بات مانیں گے یا گیارھویں امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے ارشاد کو تسلیم کریں گے۔

معترضین کی کج ادائی کے کرشمے اسی پر ختم نہیں ہوتے بلکہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مان لیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ساتھ لے گئے تھے اور انہوں نے راستے کی صعُوبتیں بھی برداشت کیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کی نیت بھی خالص تھی اور جب تک خلوصِ نیت نہ ہو کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی مقبول نہیں ہوتا اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفرِ ہجرت میں ہمرکاب ہونا ان کے لیے ہرگز باعثِ فضیلت نہیں۔

یاسبحان اللہ! اِس ندرتِ فکر کی بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے۔

دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص طلوعِ آفتاب کی دلیل طلب کرے تو اس میں اتنا اچنبھا نہیں جتنا ہمارے ان دوستوں کے اِس ارشاد میں ہے۔ وہ شخص جو

Marfat.com

ایک کامیاب تاجر ہے جس کے پاس مال وثروت کی فراوانی ہے جسے ہر قسم کی عزت وآسائش میسر ہے، بچے ہیں، بچیاں ہیں، وہ اِن سب چیزوں کو ٹھکرا کر ایک ایسی ہستی کا ساتھ دیتا ہے جس کو شہید کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں۔ عرب کا بچہ بچہ اس کے خون کا پیاسا ہے، خطرات کے مہیب بادل ہر طرف سے بڑھتے چلے آرہے ہیں، جو شخص ان سنگین حالات میں جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنگت اختیار کرتا ہے، اُس کی خلوصِ نیت پر شک کرنے سے انسان کو شرم آنی چاہیے۔

مزید برآں غار میں تین چار روز قیام رہتا ہے اس عرصہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ ہر روز سرِ شام حاضر ہوتا ہے اور اہلِ مکہ کے ارادوں سے آگاہ کرتا ہے ان کی صاحبزادی اسماء ہر روز کھانا لے کر آتی ہیں اِن کا غلام عامر بن فہیرہ دن بھر ریوڑ چراتا ہے شام کے وقت اسے ہانکتا ہوا غار کے قریب آکر ڈیرا جماتا ہے، دُودھ دوہتا ہے اسے گرم کرتا ہے اور خدمتِ اقدس میں پیش کرتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا خانوادہ اِس جانثاری اور خدمت گزاری کا مظاہرہ اس وقت کر رہا ہے جب مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو زندہ پکڑ کر لانے یا شہید کر دینے کے لیے ایک سو سُرخ اونٹوں کے انعام کو اعلان کر دیا ہے۔ عرب کے کئی طالع آزما شہسوار اس انعام کے لالچ میں اپنے سبک رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تلاش میں اس علاقہ کے چپہ چپہ کو چھان رہے ہیں، ادھر یہ خاندان ہے جس کا صرف ایک فرد نہیں بلکہ تمام افراد بچے، بچیاں حتیٰ کہ زرخرید غلام سب

Marfat.com

کے دل میں ایک ہی سودا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اور اِن کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم بخیر وعافیت منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ انسانیت اور اس کی اخلاقی قدروں پر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ ایسے شخص کی حُسنِ نیت پر شک کیا جائے اور شک کرنے والے ایسے لوگ ہوں جنہیں راہِ حق میں کبھی کانٹا تک چبھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی ہو۔

پھر کہتے ہیں کہ لغتِ عرب میں صاحب کا معنی ہے ساتھی، رفیق، ہمنشین۔ اس لفظ میں شرف وفضیلت کی کوئی وجہ نہیں۔ ایک کافر ایک مؤمن کا، ایک فاسق ایک پارسا کا ساتھی اور ہمنشین ہوسکتا ہے جیسے اس آیت میں ہے۔ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ (کہف:37) یعنی ''جب اس نے اپنے صاحب (ساتھی) کو کہا جب وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔'' اس آیت میں صاحب کا لفظ ہے اور اس سے مُراد کافر ہے۔ سُورہ یوسف میں ہے يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ۔ ''اے قید خانہ کے دو ساتھیو۔'' (41:12)

اور وہ دونوں بھی کافر تھے بلکہ اہلِ عرب تو حیوان کو بھی انسان کا صاحب (ساتھی) کہہ دیا کرتے۔

انّ الحمار مع الحمار مطيّة واذ خلوت به فبئس الصاحب

اگر ان دوستوں کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر صرف ''صاحب'' کا لفظ ہی نہیں بلکہ بہت سے الفاظ اپنی عظمت وشرف سے محروم ہو جائیں گے۔ ایمان کے لفظ کو ہی لیجیے اس کا معنی تصدیق کرنا ہے یہ تصدیق اللہ تعالیٰ کی توحید کی

Marfat.com

بھی ہو سکتی ہے اور طاغوت و جبت کی بھی آیت ملاحظہ ہو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ(النسآء:51)

”کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے (وہ اب) ایمان لائے ہیں جبت و طاغوت پر۔“

اِسی ہجرت کا لغوی معنی ہے کسی شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانا یہ ترکِ وطن اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رضا کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور کسی دنیوی منفعت کے لیے، کسی عورت سے شادی رچانے کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ اِسی طرح عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی ہوسکتی ہے اور معبودانِ باطل کی بھی۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ۔ ”وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔“

اگر وہ صاحب، اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے باعثِ شرف نہیں تو پھر، ایمان ہجرت، عبادت اور دیگر اسلامی مصطلحات بھی شرف وفضیلت سے بے بہرہ ہوں گے اور کسی کو مومن، مہاجر، عابد کہنے سے اِس کی قطعاً عزت افزائی نہیں ہوگی۔ درحقیقت ان الفاظ میں عزت و شرف ان کے لغوی معنوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ ان کے متعلقات سے ہے۔ ایمان جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ہوگا، ہجرت جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہوگی، عبادت جب اللہ

Marfat.com

تعالٰی کی ہوگی تو یہ کلمات معزز و ذیشان ہوں گے اسی طرح صاحب کے لفظ میں فضیلت نہیں بلکہ جس کا وہ صاحب ہے یعنی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات اسی نسبت نے اس لفظ کو بھی چار چاند لگا دیے ہیں اور جو صاحب کے لفظ کا مصداق ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اس کو بھی وہ رفعتیں اور سرفرازیاں بخشی ہیں جن کے سامنے فلک الافلاک کی بلندیاں بھی ادب سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔

ازراہِ انصاف آپ ہی بتایئے کہ کیا اللہ تعالٰی کے محبوب کی صحبت و معیت اور ایک کافر فاسق کی صحبت و معیت یکساں ہے؟ کوئی صاحبِ ایمان ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ نیز حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اِس سنگت و رفاقت کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ بھی اپنے اندر ایک خصوصی شان رکھتی ہے۔

ثانی اثنین کے دو لفظوں میں غور فرمایئے۔ اِس کے عدد کا ذکر لغتِ عرب میں دو طرح سے کیا جاتا ہے کہتے ہیں ثانی اثنین، ثالث ثلاثہ، رابع اربعہ وغیرہا یعنی دو میں سے دوسرا، تین میں سے تیسرا، چار میں سے چوتھا، اس صورت میں پہلا عدد دوسرے عدد کا جزو اور حصہ ہوتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ثالث اثنین، رابع ثلاثہ، خامس اربعہ، یعنی دو کو تین بنانے والا، تین کو چار اور چار کو پانچ بنانے والا۔ اِس صورت میں یہ عدد پہلے عدد میں داخل نہیں ہوتا، اب اسے اِس میں داخل کیا جا رہا ہے پہلے صرف دو تھے اِس عدد کے اضافہ سے اَب وہ تین ہوگئے، پہلے صرف تین تھے بعد میں اضافہ ہوا

Marfat.com

اب وہ تین چار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ثانی اثنین فرمایا یعنی پہلے جو دو موجود تھے اِن دونوں میں سے دُوسرا، یہ یگانگت، یہ رفاقت، یہ صحبت خدا شاہد ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ ہے۔ اِن کلمات کے مفہوم کو خود زبانِ رسالت نے یوں بیان فرمایا ہے، اور اِس کے بعد شاید کسی قسم کی ہرزہ سرائی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اِسی فرقہ کے ایک فاضل علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں اِس آیتِ طیبہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار سے کفار کو دیکھا تو انہیں بڑا اضطراب لاحق ہوا اور اندیشہ پیدا ہوا، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم! اگر مشرکین میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی جگہ دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اَے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اِن دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو"۔

اِس سے بڑی عزت افزائی کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

ع یہ نصیب اللہ اکبر لُوٹنے کی جائے ہے

ہمارے یہ کرم فرما لا تحزن کے لفظ سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر الزامات و مطاعن کی بوچھاڑ کردیتے ہیں آپ بھی سُنیے اور اُن کی روشِ بیداد کی داد دیجیے۔

کہتے ہیں کہ "یہ حزن جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منع کیا جارہا

Marfat.com

ہے یہ طاعت تھا یا معصیت، طاعت تو ہو نہیں سکتا ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول نیک کاموں سے نہیں روکا کرتے۔ لازماً یہ حزن معصیت ہوگا۔ اِس آیت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عاصی اور گنہگار ہونا ثابت ہے نہ کہ آپ کی فضیلت"۔

جواباً عرض ہے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورُسل کو حزن اور خوف سے روکا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی "اے موسیٰ علیہ السلام خوف نہ کرو تم ہی سر بلند ہو گے۔ (68:20)

حضرت لوط علیہ السلام کو فرشتوں نے کہا لا تحزن اِنَّامنجّوك واهلك "اے لوط علیہ السلام حزن نہ کرو ہم تمہیں اور تمہارے اہلِ وعیال کو نجات دینے والے ہیں۔"

خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو فرمایا لا يحزنك قولهم "اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم! کفار کی باتیں آپ کو حزین وغمگین نہ کریں"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ....الآیہ

"(اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)! ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو کفار کی باتیں غمزدہ کر دیتی ہیں"۔

کیا ہم اِن محققین سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ اِن آیاتِ مقدسہ کی روشنی میں انبیاء کرام بلکہ سیّد الانبیاء والرُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں

Marfat.com

اِن کا فتویٰ کیا ہے۔ یہ خوف اور حزن جس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو روکا جا رہا ہے طاعت تھا یا معصیت، طاعت تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی سے نہیں روکتا اور یہاں خوف اور حزن سے روکا جا رہا ہے یہ لازماً معصیت ہو گا۔ اَب فرمایئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حزن اور خوف اُمورِ طبعیہ میں سے ہیں، بڑے سے بڑا آدمی بھی ان سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دلجوئی لاتخف اور لاتحزن کہہ کر فرماتا ہے۔ نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حزن وملال اپنی ذات کے لیے ہرگز نہ تھا۔ اگر انہیں اپنی جان پیاری ہوتی اور اپنا آرام عزیز ہوتا تو وہ اِس پُر خطر سفر میں سنگت ہی نہ کرتے انہیں اگر کوئی غم تھا یا کوئی حزن تھا، اگر کوئی اندیشہ تھا تو فقط یہ کہ اِن کے ہادی ومُرشد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مبادا کوئی گزند پہنچے ورنہ یہ عالم درہم برہم ہو جائے گی۔ گلشنِ ہستی میں خاک اُڑنے لگے گی، عروسِ گیتی کا سہاگ لُٹ جائیگا۔ ارض وسما کی یہ رونقیں، یہ روشنیاں، یہ بہاریں ہمیشہ کے لیے ناپید ہو جائیں گی، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو خطرے میں گھرا دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حزن وملال کی حد نہ رہی۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا اَے میرے یارِ غار! غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ جب ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے تو یہ کفار ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

''مَعَنَا'' کا لفظ بھی غور طلب ہے۔ معیتِ الٰہی کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک معیت علم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور اپنے علم کے ذریعہ ہر چیز کے

Marfat.com

ساتھ ہے۔ جیسے اِس آیتِ مبارکہ میں ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ (مجادلہ:7)

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کوئی تین آدمی مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے جبکہ وہ ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ مشورہ کرنے والے ہوتے ہیں جبکہ وہ ان کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں نہ زیادہ، وہ ہر صورت میں اُن کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی مشورہ کر رہے ہوں''۔

اِس آیتِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے ایسی معیت میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس میں تہدید اور سرزنش ہے خبردار اگر تم نے نافرمانی کی تو ہماری گرفت سے تم بچ نہیں سکتے۔ معیتِ الٰہی کی دوسری قسم وہ ہے جو متقین اور محسنین کو حاصل ہوتی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝۱۲۸

''بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکوکار ہیں''۔ (النحل:128)

اِس معیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کی دستگیری کرتا رہتا ہے اور اپنے لطف و کرم سے نوازتا رہتا ہے۔

Marfat.com

معیتِ الٰہی کی تیسری قسم وہ ہے جو انبیاء ورُسل علیہم الصلوۃ والسلام کو میسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دشمن کے مقابلہ میں اُن کی تائید ونصرت فرماتا ہے۔ ہر میدان میں وہ کامیاب وسرفراز ہوتے ہیں اور کفر وباطل کے سرغنے ذلیل ورُسوا ہوتے ہیں اور اُن تمام اقسام سے اعلیٰ وارفع معیتِ الٰہی کی وہ قسم ہے جو سیّد الانبیاء والرُسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لیے مخصوص ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یارِ وفادار کو اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فرما کر اِس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

فداك ابی وامی یارسُول اللّٰہ مااکرمك وماجودك و جزاك اللّٰہ عنا وعن سائرالمومنین یاابابکر مااوفاك وما اسعد حظّكَ

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے شاعرِ دربارِ نبوت حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پُوچھا کہ اَے حسان! کیا تم نے شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم! میں نے آپ کے یارِ غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا سُناؤ میں سُننا چاہتا ہُوں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدوّ بہ اذ صعد الجبلا

''آپ دو میں سے دُوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اِس

Marfat.com

کے اردگرد چکّر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا"

وکان حِبَّ رسول اللّٰہ قد علموا

من البریّة لم یعدل بہ الرجلا

"ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے محبوب تھے اور لوگوں کو اِس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کا ہم پلّہ نہیں سمجھتے۔"

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے یہ شعر سُن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے اور فرمایا! اَے حسّان رضی اللہ عنہ تم نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے ہی ہیں۔ (ابن عساکر، ابن زہری عن انس)

اللہ تعالیٰ راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وآصحابہ وسلم کے پروانوں کی عزت واحترام اور پیروی کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ یٰسٓ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

Marfat.com

قارئینِ کرام! اب آخری مضمون پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور اس کا عنوان ہے:

اطاعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کچھ عرصہ قبل ایک رسالے میں مضمون چھپا جس کا عنوان تھا "اطاعت کرو صرف اللہ تعالیٰ کی" اور مضمون نگار نے یہاں تک لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سوا کسی اور کی اطاعت شرک ہے۔

قارئینِ کرام! ہم اس پر تبصرہ کیے بغیر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھتے ہیں اور اُس خالق و مالک کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے ارشاداتِ پاک پڑھ کر ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضور ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر ضیاء القرآن کی فہرست میں 59 آیاتِ مبارکہ اس عنوان کے تحت تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ اِن آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ اور تشریح ضیاء القرآن شریف اور حضور ضیاء الامت رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف سُنتِ خیر الانام سے ملا کر پیش کروں گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا

Marfat.com

اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

’’آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ تعالیٰ اور بخش دے گا تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو‘‘۔

(آل عمران: آیت 32-31)

تشریح: جب یہود کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم تو پہلے ہی محبتِ الٰہی سے سرشار ہیں اور اس کے لاڈلے فرزند ہیں ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی نئے نبی کی اُمت میں داخل ہونے کی زحمت گوارا کریں۔ سابقہ آیات میں قرآن کریم نے اُن کے بُرے اعمال اور رذیل عادات کا ذکر فرمایا۔ ایسی ناپسندیدہ حرکات کے باوجود وہ خدا کی دوستی کا دم بھرا کرتے۔ ان آیاتِ مقدسہ میں انھیں تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ بغیر دلیل قابلِ التفات نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ اگر تم نے دل و جان سے اس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کی تو تمہارا دعویٰ محبت بھی درست تسلیم کر لیا جائے گا اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ایک سب سے بڑی نعمت سے بھی سرفراز کیے جاؤ گے یعنی تمہیں محبوب الٰہی ہونے کا شرف بخشا جائے گا۔ اور تمہارے اعمال نامہ کی

Marfat.com

سیاہی کو رحمت اور مغفرت کے پانی سے صاف کر دیا جائے گا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عظمتِ شان اور جلالتِ قدر کا کیا کہنا جس کی غلامی یہود ایسی راندۂ درگاہ اور ذلیل قوم کو بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا سکتی ہے اور اس کے گھناؤنے کرتوتوں کی بخشش کا سبب بن سکتی ہے۔ اگر اُمّت مُسلمہ اِتباعِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اپنا شعار بنا لے اور سُنّتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سانچے میں اپنی سیرت کو ڈھال لے تو کیا یہ محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ سے نوازی نہیں جائے گی؟ حیا کا سر ندامت کے بوجھ سے اُٹھ نہیں سکتا جب ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور عمل کی دنیا میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سُنت سے انحراف کیے ہوتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے:۔

لو کان حبك صاد قالا طعته ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تُو اپنے محبوب کی اطاعت میں سرگرم ہوتا کیونکہ محبّ تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔

اس آیت میں بھی دعوتِ اسلام قبول کرنے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کرو۔ آج کل بعض لوگ اس تحریک کو بڑی سرگرمی سے چلا رہے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن کا اِتباع کرنا چاہیے۔ سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے احکام کا اتباع کرنے کے دعویٰ کے ساتھ وہ انکارِ سنت کی جرأت کیسے کرتے ہیں۔ کیا قرآن کریم نے ہی

Marfat.com

بے شمار مقامات پر نہایت واضح اور زوردار انداز میں یہ حکم نہیں دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کرو۔ اس کا حکم مانو اور اس کے اسوہ حسنہ کو اپناؤ۔ تو گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری قرآن کریم سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ قرآن پاک ہی کی بے شمار آیات کی تعمیل ہے۔ اگر آپ سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی سے انکار کریں گے تو آپ نے صرف سُنت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ قرآن کی بے شمار آیات کا انکار کر دیا۔

اِتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور اطاعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کسے کہتے ہیں؟ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے تا کہ کوئی لفظی ابہام راہِ راست سے منحرف کرنے کا باعث نہ بنے۔ امام ابوالحسن آمدی نے ''اِتباع'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ الاتباع فی الفعل ھوالتأسی بعینه والتأسی ان تفعل مثل فعله علی وجهه من اجله: کسی کے فعل کے اِتباع کا یہ معنی ہے کہ اس کے اس فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لیے کیا جائے کیونکہ وہ کرتا ہے۔ اور امام آمدی اطاعت کے مفہوم کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامه فھو مطیع له: جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت واحترام کے باعث بعینہٖ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو وہ اس کا مطیع کہلاتا ہے۔ اِتباع و اطاعتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے متعلق جو حکم قرآن کریم نے ہم کو دیا ہے (جس کی اطاعت وہ بھی فرض سمجھتے

Marfat.com

ہیں) اس کی تعمیل کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے افعال کو بالکل اسی طرح ادا کریں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ادا فرمائے اور صرف اس لیے ادا کریں کہ یہ افعال اس ذاتِ اطہر واقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جو جمال وکمال کا وہ پیکر ہے جس سے حسین تر اور جمیل تر چیز کا تصور تک ممکن نہیں۔ کاش! ہم قرآن پاک کے الفاظ کو اپنی من گھڑت تاویلات کا اکھاڑہ بنانے سے باز رہیں اور اس آیت کے آخر میں اِتباع واطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے رُوگردانی کرنے والوں کو جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اس پر غور کریں۔

یہ ہے قرآن پاک کی آیات بینات کا اعجاز کہ ان کے سامنے شک و ارتیاب کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ بے نقاب ہو جاتی ہے۔ ان دو آیتوں پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وہ لوگ جو میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے، اس کے نقشِ پا کو اپنا خضرِ راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہوئے سرِ تسلیم خم نہیں کر دیتے اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے تیرے نورِ عشق سے معمور ہیں، وہ جھوٹے ہیں۔ ان کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر واقعی انہیں مجھ سے اُلفت ہے تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اتباع کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا یعنی پہلے وہ صرف محبّ تھے

Marfat.com

اور اس دعوٰے محبت کی صداقت پر ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی لیکن جب میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی غلامی کا شرف انہیں حاصل ہو جائے گا، تو ان کا دعویٰ محبت بھی مسلّم اور انہیں خلعتِ محبوبیت بھی مبارک!

محبوبیت حقیقت میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں پختگی اور ثبات کا نتیجہ ہے۔ اسی حقیقت کی طرف تو حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

چوں تمام افتد، سراپا ناز، می گردد نیاز
قیس را لیلٰی ھمے نامند ور صحرائے من

محبتِ الٰہی کی وضاحت:

اس آیتِ کریمہ میں تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ اور یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے الفاظ میں محبت کا جو ذکر کیا گیا ہے اس پر اگر مزید غور کیا جائے تو حقیقت یوں اجاگر ہو جاتی ہے کہ پھر کسی کو مجالِ انکار نہیں رہتی۔

محبت کیا ہے؟ بندے کی محبت اللہ تعالیٰ سے کیسی ہوتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے سے، کا کیا معنی ہے؟

محبت کہتے ہیں اُس کشش اور میلان کو جو دل میں کسی باکمال ہستی کی طرف پیدا ہوتا ہے خواہ وہ کمال جمالِ معنوی ہو یا صوری، حسنِ ظاہری ہو یا حسنِ سیرت وشمائل اور یہ جذبہ اسے اس ہستی سے قریب تر ہونے کے لیے بیتاب رکھتا ہے۔

بندہ جب یہ سمجھ لیتا ہے کہ گلستانِ حسن وخوبی کی ہر پتی اور ہر کلی پر اس

Marfat.com

ذات احدیت کا جمال جلوہ طراز ہے اور آنکھ جو کمال کہیں اور کسی شکل میں دیکھتی ہے اس کا سرچشمہ وہی ذاتِ صمدیت ہے تو اس کے عشق و محبت اور اجلال و احترام کی محرابوں کے مصنوعی صنم پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کے ان تمام جذبات کا مرکز صرف ایک وہی ذات رہ جاتی ہے۔ اس کا یہ جذبہ چونکہ ایجابی ہوتا ہے اس لیے اپنے محبوبِ حقیقی کی عبادت اور اطاعت میں عملی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ جذب نہاں کی اسی نمود اور ظہور کو محبة العبد لله (بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت) کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اگر خلوصِ نیت اور عزمِ صادق کی زاد لے کر وہ راہِ عشق پر چل نکلے تو بارگاہِ ربوبیت سے جلد ہی رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی) کی نویدِ جانفزا سامع نواز ہوتی ہے۔ اسی سرفرازی اور پذیرائی کو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کہا جاتا ہے۔

دلِ عاشق میں وصالِ حبیب کے لیے بے قراری کی جو آگ بھڑک رہی ہوتی ہے وہ اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسی صورت نکالے خواہ جان پر ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے جس سے وصال میسّر ہو۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقانِ دلفگار کی رہنمائی نہ فرمائے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے عقل و فکر کی قوت سے قربِ الٰہی حاصل کر سکیں کیونکہ ان کی عقل خواہ کتنی ہی روشن ہو بہر حال محدود ہے۔ ان کا فکر کتنا ہی بلند پرواز ہو بہر حال انسانی فکر ہے اسی لیے رب العالمین نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بھیجا اور تمام دنیا والوں کو بتا دیا کہ اگر میری رضا و قرب کے خواہشمند ہو اور میرے وصال کے طلبگار ہو تو گمان و تخمین کی

Marfat.com

دلدلوں میں نہ بھٹکتے پھرو بلکہ میرے رسول کا دامن پکڑلو۔اس کے بتائے ہوئے طریقے پر میری یاد کرو۔اس کے سکھائے ہوئے اسلوب پر میری عبادت کرو۔ اپنی اقتصادی، سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی مشکلات کو اس کے ارشادات کے مطابق حل کرو۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

"اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔(البقرہ:208)

یہی میری رضامندی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے اور صرف اسی طرح تمہیں میرا قرب حاصل ہوسکتا ہے۔

اب اگر کوئی محبتِ الٰہی کا مدّعی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا یا تو وہ نادان ہے یا وہ اپنے دعوٰئے محبت میں جھوٹا ہے۔اسی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مزید برکات وخیرات کا بھی ذکر فرمایا کہ:

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

کہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی برکت سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔تمہاری لغزشوں اور کوتاہیوں پر قلمِ عفو پھیر دیا جائے گا۔یہ تو سب جانتے ہیں کہ قوموں پر خدائے قہار کا عذاب ان کے گناہوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔قیامت خیز قحط، ہلاکت

Marfat.com

آفریں جنگیں اور تباہ کن امراض کے شکنجہ میں قدرت بلاوجہ نہیں کس دیتی بلکہ یہ انسان کی اپنی بداعمالیوں کا طبعی ردِعمل ہوا کرتا ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

''یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا''۔ (آیت نمبر:182)

لیکن اطاعتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم وہ اکسیر ہے جس سے جاں بلب مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ اس کے اعجاز سے ان قوموں کو تاج سروری عطا کیا جاتا ہے جو قعرِ مذلت میں مدتوں سے پڑی سڑ رہی ہوتی ہیں۔ اسی کے صدقے ان امتوں کو حیاتِ نو اور ذوقِ عمل مرحمت کیا جاتا ہے جو اپنی سست گامی سے زندگی کی دوڑ میں شکست کھا چکی ہوتی ہیں۔

تو چناں ہمائی اے جاں کہ بزیرِ سایۂ تو
بکف آورند زاغاں ہمہ خلعتِ ہمائی

ایک قلبِ سلیم کے لیے تو اس روشن دلیل اور واضح برہان کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں لیکن دبیرِ ازل کے قلمِ معجز نگار نے کیونکہ اس مضمون کو مختلف اداؤں سے پیش فرمایا ہے اس لیے ان سے متمتع ہونا بھی عین سعادت ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النسآء میں ارشاد فرمایا ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ

Marfat.com

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۳﴾

”یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باغوں میں بہتی ہوں گی جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہی ہے بڑی کامیابی“۔ (النسآء:13)

تشریح: یہ دنیا دار العمل ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوقات کو پھر زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال نیک و بد کا محاسبہ ہوگا۔ اطاعت کیش اور پاکباز جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور سرکشوں اور متکبروں کو دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس جہاں میں ہمارا مقصدِ زیست، شوکت وسطوت، جاہ و منصب اور عیش ونشاط کے حصول تک محدود نہیں، گو ہم ان سے دستکش ہونا بھی کفرانِ نعمت سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقابِ ہمت اس عالمِ آب وگل کے کہستانوں میں آشیانہ نہیں بناتا۔ اس کا نشیمن تو فردوسِ اعلیٰ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

ہماری حقیقی کامیابی یہی ہے کہ ہم قیامت کے روز بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہوں اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ اس کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کرو اور یہی سب سے بڑی کامرانی کی علّتِ تامّہ ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات کے مستحق صرف وہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو دل وجان سے تسلیم کیا۔

اب سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر 9 پڑھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَ
الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ (النسآء:9)

''اے ایمان والو! جب تم خفیہ مشورہ کرو تو مت خفیہ مشورہ کرو گناہ، زیادتی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نافرمانی کے متعلق بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورہ کیا کرو اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جس کی (بارگاہ میں) تمہیں جمع کیا جائے گا''۔

تشریح: ایسی سرگوشیاں ممنوع ہیں جن میں کسی گناہ کے بارے میں مشورے ہوں۔ لوگوں کو اذیت پہنچانے کے لیے تجویزیں سوچی جائیں یا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نافرمانی اور مخالفت کے لیے سکیمیں تیار کی جائیں۔ مسلمانوں کو کسی ایسی میٹنگ میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ اگر کسی نیک کام کے لیے، کسی مفید بات کے لیے باہم مل کر صلاح مشورہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ کس دلکش اور محبت بھرے انداز میں مسلمانوں کو ایسی سرگوشیوں سے روکتے ہیں جن میں فسق وتعدی اور فخر الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نافرمانی کی سازش کی جائے اور ساتھ ہی تنبیہ فرما دی کہ یہ تمہاری سرگوشیاں مجھ سے اوجھل نہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو قیامت کے دن تمہیں رسوا کیا جائے گا۔

اسلامی حکومتوں کے ارباب حل وعقد اور مجالس دستور ساز کے ارکان

Marfat.com

مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اس آیت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کس وضاحت سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خلاف کوئی آئین یا قانون بنانے کا انہیں کوئی اختیار نہیں۔ اسلامی مملکت کے صدر، وزیر اعظم اور افسران کسی خود ساختہ مصلحت کی وجہ سے ترکِ سنت کے مجاز نہیں۔

کئی مقامات پر رب العزت نے دوزخ کی آگ میں جلنے والوں اور عذابِ خداوندی میں گرفتار بدنصیبوں کا ذکر فرمایا کہ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ اس وقت کفِ افسوس ملتے ہوئے اور اشک ندامت بہاتے ہوئے نہایت حسرت سے اپنے جرم کا اعتراف بدیں الفاظ کریں گے:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ (الاحزاب:66)

"جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے کاش! ہم نے خدا کی اطاعت کی ہوتی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی"۔

ع ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اور کہیں گے جب کہ ان کا یہ کہنا انہیں کوئی نفع نہ دے گا:

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾

"اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

واصحابہ وسلم کی نافرمانی کی، کاش! انہیں مٹی میں دبا کر زمین ہموار کر دی جائے اور کوئی بات اللہ تعالیٰ سے چھپا نہ سکیں گے“۔ (النسآء:42)

اب سورۃ توبہ کی آیت نمبر 29 پڑھیئے اور غور کیجیے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا کیا عالم ہے جو نورِ مجسم ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھتے اور فرزندانِ توحید کو انہیں کونسی سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ (توبہ:29)

”لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر“۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت کھلے طور پر یہ بیان کیا ہے کہ قرآنِ کریم کی اطاعت اور سنتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت مساوی طور پر فرض ہے اور جو سزا قرآن کریم سے سرتابی کرنے والے کی ہے اسی سزا کا مستحق سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا منکر ہے۔

سورۃ النسآء آیت نمبر 61 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾

''اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اُتاری ہے اللہ تعالیٰ نے اور (آؤ) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے''۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی یہ عادت تھی کہ جس مقدّمہ کے متعلق انہیں یہ یقین ہوتا کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا اس کے تصفیہ کے لیے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتے اور جس کے متعلق یہ خیال ہوتا کہ ہم جھوٹے ہیں اس کے لیے ایسے حاکم کے پاس جاتے جہاں انھیں معلوم ہوتا کہ ہم اپنے اثر و رسوخ یا رشوت سے اپنے حق میں فیصلہ کرالیں گے۔ آج بھی بعض لوگ ایسے امور میں تو شریعت کے مطابق فیصلہ کرانے پر بڑے مُصِر ہوتے ہیں جہاں انہیں فائدہ کی توقع ہو اور جہاں یہ خیال ہو کہ شریعت کا قانون ان کے خلاف ہے تو اس وقت دوسرے قوانین اور رسم ورواج وغیرہ کی آڑ لیتے ہیں اور شریعت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ آپ خود سوچیں کہ ان کے درمیان اور عہدِ رسالت کے منافقین کے درمیان پھر کیا فرق ہوا۔

قرآن کریم کی اصطلاح میں وہ بھی منافق ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشادِ گرامی کو ماننے سے انکار کرتا ہے یعنی کوئی مسلمان تو سنت سے انحراف کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ سنت سے انحراف تو فقط منافقین کا

Marfat.com

شیوہ ہے۔

کیونکہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم رشد و ہدایت کی کفیل ہے اسی سے انسان روزِ محشر کی ندامت سے محفوظ ہوسکتا ہے۔ یہی بابِ جنت کی کلید ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ وسیع کا حقدار انہیں لوگوں کو ٹھہرایا ہے جو اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم میں کوشاں رہتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ

"اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو۔ سو اُس کو لکھ دوں گا ان کے لیے جو متقی ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی جو نبی اُمی ہے"۔ الخ (الاعراف:157-156)

اطاعت اور اتباع کے معانی کی تحقیق:

کیونکہ ان تمام آیات میں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی کا حکم ہے اطاعت اور اتباع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لیے یہ بحث ختم کرنے سے پہلے لفظ اطاعت و اتباع کی تحقیق کر لینی چاہیے تاکہ کسی قسم کا لفظی نزاع بھی غلط فہمی کا باعث نہ بنے۔

Marfat.com

عربی زبان میں اتباع کہتے ہیں کہ کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنا۔ چنانچہ ابن منظور نے اپنی لغت کی شہرہء آفاق کتاب ''لسان العرب'' میں اس کی یوں تحقیق کی ہے:

قال الفراء الاتباع ان یسیر الرجل وانت تسیر وراءہ و اذا قلت اتبعته فکانك قفوته

''فراء (لغت ونحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص آگے آگے چل رہا ہو اور تُو اس کے پیچھے پیچھے چلے اور اگر تو کہے کہ میں نے اس کی اتباع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقشِ قدم پر چلا''۔

صاحبِ ''تاج العروس'' نے اس مفہوم کو ذکر کرنے کے ساتھ چند ایک اور الفاظ بھی لکھے ہیں جن سے اتباع کا معنی اور زیادہ واضح اور روشن ہو جاتا ہے مثلاً:

التُّبَّع وکذلك التُّبَّع کَسُکَّر الظل سمی به لانه یتبع الشمس حیثما زالت و من المجاز التبع ضرب من الیعاسیب اعظمها واحسنها۔

''التُّبَّع اور التُّبَّع (جن کا مادہء اشتقاق تبع ہے) کا معنی سایہ ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سورج کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور التبع مجازاً شہد کی مکھیوں کے سب سے اعلیٰ اور بہتر نر کو بھی کہتے ہیں (کیونکہ سب شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے پیچھے رہتی ہیں)''۔

Marfat.com

اوراس کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الآمدی نے یوں بیان کیا ہے:

واما المتابعة فقد تكون في القول وقد تكون في الفعل والترك فاتباع القول هوامتثاله على الوجه الذى اقتضاه القول والاتباع في الفعل هوالتأسي بعينه والتأسي ان تفعل مثل فعله على وجهه من اجله۔

"متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل وترک کی، کسی کے قول کے اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کے اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے اس فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لیے کیا جائے کیونکہ وہ کرتا ہے"۔

'اتباع' کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اتباع کے متعلق جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اقوال پر اس طرح عمل کریں جیسا ان اقوال کا تقاضا اور منشا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے افعال کو اس طرح ادا کریں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ادا فرمائے اور اس لیے ادا کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان افعال کو ادا فرمایا۔ اگر ہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ارشادات پر اس طرح عمل نہ کریں جیسے ان کا تقاضا ہے یا

Marfat.com

افعالِ رسالت کو اس طرح ادا نہ کریں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ادا کیے یا اس لیے ادا نہ کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انہیں ادا کیا تو پھر اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے بارہا حکم فرمایا ہے ہم محروم رہیں گے۔

اتباع کا معنی سمجھ لینے کے بعد اب ذرا لفظ اطاعت پر غور فرمایئے:

عربی زبان میں اطاعت کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے۔

و فی التھذیب وقد طاع له یطوع اذا انقاد له بغیر الف فاذا مضی لا مره فقد اطاع۔

"تہذیب (لغت کی ایک مستند کتاب) میں ہے کہ قد طاع له یطوع (جب کہ ثلاثی مجرد ہو) کا معنی ہے کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا اور جب کوئی کسی کے حکم کی تعمیل کرے تو کہتے ہیں (قد اطاعه) یعنی اس نے اس کی اطاعت کی"۔

اور اطاعت کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الآمدی نے یہ لکھا ہے۔

ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامه فهو مطیع له۔

یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت و احترام کے باعث بعینہٖ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص فلاں شخص کا مطیع ہے۔

تو گویا اہلِ عرب جن کی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا اطاعت کا لفظ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کہ کسی کے حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کی

Marfat.com

عزت واحترام کی وجہ سے بعینہٖ ایسا کام کیا جائے جیسا اس کام کو وہ معزز و محترم شخص کرتا ہے۔

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حکم الٰہی کی تعمیل کی واحد صورت:

اب جن آیاتِ قرآنی میں اطاعت و اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بار بار تاکید کی گئی ہے ان پر عمل فقط اسی صورت میں ہوگا کہ آپ ایسا کریں جیسے وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کرتے ہیں یعنی جیسے وہ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح، انہیں اوقات پر اتنی ہی رکعتیں ادا کریں، حج کی جو عملی تصویر وہ پیش کرتے ہیں بعینہٖ اس کا چربہ اتاریں۔ زکوٰۃ کے نصاب اس کی شرح وغیرہ کے جو اصول انہوں نے سکھائے ہیں بلا چون و چرا ان پر عمل پیرا رہیں۔ لین دین، نکاح و طلاق، اخلاق و معاشرت کے جو ضوابط انہوں نے مقرر فرمائے ہیں ان پر بطیبِ خاطر کاربند رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو واقعی آپ نے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی متابعت کی اور اپنے رب کا حکم مانا لیکن اگر آپ ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی فہم و دانست کے مطابق تعلیماتِ اسلامی کو نت نئی شکلوں میں پیش کر کے اپنے شوقِ تجدید پسندی کی تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں تو یہ بلاشبہ اتباعِ ہوس و اطاعتِ نفس تو ہوگی لیکن آپ اسے کسی تاویل کی قوت سے بھی اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور اتباعِ سنت نہیں کہہ سکتے۔

اب ان حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنت کے منکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے کلامِ پاک میں جسے

Marfat.com

وہ بھی قیامت تک کے لیے غیر تغیر پذیر مانتے ہیں اور اس کی مقرر کردہ جزئیات کو بھی غیر متبدل تسلیم کرتے ہیں، یہ فرماتا ہے:

گناہوں کی بخشش چاہتے ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

میری محبت کے دعویدار ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

جنت کے طلب گار ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

میرے دامنِ رحمت میں پناہ چاہتے ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

اور جس وقت تمہیں کسی خطۂ زمین میں غلبہ و تمکین عطا فرماؤں اور تم مجالسِ دستور ساز میں وضع آئین و قوانین کے لیے اکٹھے ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرو۔

ورنہ

قیامت کے دن ہونٹ کاٹو گے۔

اپنے تمرد و سرکشی پر پچھتاؤ گے۔

اپنے وجود تک سے بیزاری کا اظہار کرو گے۔

Marfat.com

لیکن کوئی عذر نہیں سُنا جائے گا۔

اور یہ حضرات کہتے ہیں کہ نہیں اب ہمیں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا زمانہ ختم ہوگیا۔ اب ہمارا حکم واجب التعمیل ہے اور ہماری سنت قابلِ تقلید۔

قرآن پاک کے اصولوں اور اس کی تفصیلات کو اٹل اور دائمی کہنے والے اب ان آیات کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ آیتیں ان کے نزدیک قرآن پاک کی نہیں ہیں؟ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا کلام نہیں؟ ان کو وہ کیوں غیر متبدل نہیں سمجھتے؟ کیا یہ آیاتِ محکمات منسوخ ہو چکی ہیں؟ یا ان کے معانی بدل چکے ہیں؟ ایک مفتری نے حرمتِ جہاد کا فتویٰ صادر کر کے اُمتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قوائے عمل ونشاط کو مفلوج کرنا چاہا تھا تا کہ اپنے محسن آقا کے سامنے اپنی نیاز مندی اور وفاداری کا ثبوت پیش کر سکے، جس کے فکرِ فتنہ ساز نے اس کے لیے نبوت تخلیق کی۔ جس کے دجل وفریب سے اس کے باطل کو تقویت ملی۔ جس کے مکر وخداع نے اسے دامِ ہمرنگِ زمین بخشا اور جس کی بخششہائے بے اندازہ نے اسے مال وجاہ کے پجاریوں کا قاضی الحاجات بنا دیا۔

لیکن زمین وآسمان کا خدا شاہد ہے کہ وہ اپنی دسیسہ کاریوں میں ناکام رہا، اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دلوں سے جہاد کا جذبہ مٹ نہ سکا۔ راہِ حق میں مرنے کی تڑپ کم نہ ہوئی۔ اسلام کا پرچم بلند رکھنے کے عزم میں ضعف نہ آیا۔ میدانِ سرفروشی میں نعرۂ توحید بلند ہوتا رہا اور شہادت گاہِ عشق میں

Marfat.com

آقائے بدروحنین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے غلام اپنا دل و جاں نثارِ ابروئے جاناں کرتے ہی رہے اور جب تک چشمِ آفتاب روشن ہے وہ یہ نظارہ دیکھتی رہے گی۔

اب یہ ملت کے نئے دردمند اور بہی خواہ صرف ایک چیز کو نہیں بلکہ اسلام کے ان تمام اصولوں کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہیں جن کا سرچشمہ ذاتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن پاک کو مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے احکام میں رد و بدل ناممکن ہے لیکن اگر وہی قرآن پاک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور صرف ایک بار نہیں بلکہ سینکڑوں بار کہتا ہے تو پروا نہیں کرتے اور یہی کہتے ہیں کہ نہیں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب ہم پر بلکہ ساری اُمت پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت فرض نہیں رہی۔

سچ تو یہ ہے کہ دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہاتھ سے چھوٹنے کے بعد کوئی کتنا ہی چابک دست ہو حبل اللہ (قرآن) کو نہیں تھام سکتا۔ جن کے لیے نقشِ پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم دلیلِ راہ نہیں ان کے لیے سروشِ غیب بھی بے معنی ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سُنتِ تشریعی (سُنت طبعی نہیں) میں جو اصول اور جو احکام مذکور ہیں زمانے کے بدلتے ہوئے احوال اس کے دامنِ ابدیت کو نہیں چھو سکتے۔ شب و روز کا غیر منقطع تسلسل ان کی

Marfat.com

حیات بخش اور شباب آفریں قوتوں کو مضمحل نہیں کرسکتا۔ گردشِ لیل ونہاران کی افادیت وارصلاحیت پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ ہمارا یقینِ محکم ہے کہ قرآنِ کریم کے دوسرے اصول اور تفصیلات جس طرح ابدی اور دائمی ہیں اسی طرح اطاعت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے متعلق جو حکم ہے وہ بھی قیامت تک کے لیے واجب العمل ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

کسی شخص کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک بالا وپست، بحروبر، نور وظلمت غرض کہ ہر اُس ذرہ کا جسے اس نے خلعتِ وجود سے نوازا ہے بلاشرکتِ غیر مالک ومختار ہے۔ اس کے حکم سے فلکِ نیلگوں کا سائبان بغیر سہارے تنا ہے۔ اسی کے حکم سے سورج اور چاند کو ردائے نور، ستاروں کو تنک تابی اور دریاؤں کو روانی مرحمت کی گئی ہے اور اسی کی اجازت سے نبضِ ہستی سرگرم خرام ہے پھر اس کی اطاعت کے بغیر کسی اور کی اطاعت کا کیا معنیٰ؟ جب وہ خود فرماتا ہے کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں) تو صرف اسی کا ارشاد واجب الانقیاد ہوگا۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کی دولت فقط اُسی کے آستانہء قدوسیت پر جبیں فرسا ہونے کا ثمر ہے تو پھر یہ دوئی (Dualism) یعنی خدا کی اطاعت کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کیسی؟

اگر متذکرہ بالا آیات اور ایسی دیگر آیات قرآنِ کریم کے صفحات کی زینت نہ ہوتیں تو شاید اس شبہ میں کچھ وزن ہوتا۔ ان آیات کو خدا کا کلام یقین

Marfat.com

کر لینے کے بعد تو قلبِ مومن میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اور غیور بادشاہ ہے جو اپنی سلطنت میں کسی غیر کی دخل اندازی برداشت نہیں کرتا اور جہانبانی اور حکمرانی کا حق صرف اپنے لیے محفوظ کیا ہے تو پھر اس کا ہر حکم خواہ اس کی حکمت و غایت کے ادراک سے ہماری فہم نارسا عاجز بھی رہے واجب الامتثال ہے اور جب اسی نے بار بار یہ حکم دیا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ تو پھر مجال دم زدن کہاں اور یارائے قیل وقال کسے؟ اب اس میں تامل کرنا گویا اس کے حکم کے خلاف بغاوت کرنا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی اطاعت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت دو علیحدہ اطاعتیں ہیں ہی نہیں تاکہ یہ سوال پیدا ہو بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ خدا کی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فرمانبرداری، خدا کی فرمانبرداری، یہ بھی میں نہیں کہتا بلکہ اسی رب ذوالجلال کا ارشاد ہے جس نے سارے عالم کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اپنے ایک نہایت ہی برگزیدہ بندہ پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ اُسی خالق و مالک کا ارشادِ پاک ہے:

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ (النسآء: 80-79)

''اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ اس پر خدا کی گواہی کافی ہے۔ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

Marfat.com

وسلم کا حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا"۔

اس نصِ محکم کے بعد اطاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اطاعتِ خداوندی سے الگ تصور کرنا آیاتِ قرآنی سے جہالت و بیگانگی کی دلیل ہے۔

الناس پر الف لام استغراق کے لیے ہے یعنی ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے اور ہر زمانہ کے انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔کوئی رنگت، کوئی زبان، کوئی قومیت اور کوئی وطن اس سے مستثنیٰ نہیں۔سب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہی ہادی اور مرشد ہیں۔جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سب کے رسول ہیں اور رسول کی تشریف آوری کی غایت ابھی بتائی جا چکی ہے کہ الا لیطاع باذن اللہ کہ اس کی اطاعت کی جائے تو اب کون ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا رسول تو تسلیم کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت سے منحرف ہو اور آیاتِ بینات میں دُور از کار تاویلات کرتا رہے۔یہ تو یہود کا شیوہ تھا کہ بعض آیاتِ تورات جو ان کی ہوائے نفس کے مطابق ہوتی تھیں انہیں مان لیا کرتے اور دوسری آیات کا حسب منشا مطلب گھڑ لیتے۔بہر حال یہ امر واضح ہے کہ قرآن پاک نے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بے چون و چرا اطاعت کو بار بار اتنا دہرایا ہے کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب یقین کرنے والے کے لیے سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے انحراف کے سارے

Marfat.com

دروازے بند کردیئے ہیں۔

اس کے بعد باری تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم! اس حقیقت کی صداقت پر خود خدا گواہ ہے کہ تو اس کی ساری کائنات کا ہادی و مرشد ہے اور ایسے گواہ کی شہادت کے بعد دنیا بھر کے منکرین کا انکار پرکاہ کی وقعت نہیں رکھتا۔ ناگفتہ بہ حالات میں اسلام کا غالب آنا اور دشمنانِ اسلام کا کچھ ہی مدت بعد اس کی ناموس و عظمت کے لیے اپنی جانیں قربان کرنا اللہ تعالیٰ کے گواہ ہونے کی سب سے روشن دلیل ہے۔

کتنا کھول کر بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا مطیع ہو۔ لاکھ کوئی دعویٰ کرے اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ قرآن کا، وہ جھوٹا ہے جب تک اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سُنت کا پابند نہ ہو۔

قارئینِ کرام! اس ایک مضمون پر بہت بڑی کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن اب اس مضمون کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ اور اگر کسی کو مزید مطالعہ کا شوق ہو تو حضور ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف سُنتِ خیر الانام کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

ایک فتویٰ

قارئینِ محترم!

میں نے قرآن و سُنت کے مطابق حلال وحرام کی بہترین شرح کے لیے واجبِ صد احترام اُستاذ العلماء، شیخ الحدیث، مفتی، قاضی محمد ایوّب صاحب کی خدمت میں ایک سوالنامہ پیش کیا تاکہ حلال وحرام کی تمیز میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔ جناب مفتی قاضی محمد ایوّب صاحب نے بڑی محبت اور اہتمام کے ساتھ مجھے تفصیلی جواب سے نوازا۔ پہلے آپ میرا سوالنامہ دیکھیں، اس کے بعد شیخ الحدیث جناب مفتی، قاضی محمد ایوّب صاحب کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

محترم المقام واجب الاحترام جناب اُستاذ العلماء شیخ الحدیث

مفتی قاضی محمد ایوّب صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

جناب کی خدمتِ اقدس میں جیسا کہ میں نے ٹیلیفون پر عرض کیا تھا اب آپ کے ارشاد کے مطابق تحریراً عرض گزار ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ جلدی جواب سے نوازیں گے۔

Marfat.com

مسئلہ نمبر 1: قرآن وسُنت کی روشنی میں فتویٰ ارشاد فرمائیں کہ سود، شراب، جوئے، حرام گوشت جس میں خنزیر بھی شامل ہو، گندے رسالے اور فلمیں جن میں انسان بالکل برہنہ ہو کر بدکاری کرتا دکھایا گیا ہو، کیا ایک مسلمان کو ان چیزوں کا کاروبار کرنے کی اجازت ہے؟ نیز اس بارے یہ وضاحت بھی فرمائیں کہ مسلم معاشرے میں اور غیر مسلم معاشرے میں حکم الگ الگ ہے یا کہ ایک جیسا۔ مثال کے طور پر مسلم معاشرے میں تو ایک مسلمان کو یہ کاروبار کرنا حرام ہے، لیکن غیر مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کو یہ کاروبار کرنے کی اجازت ہے؟

مسئلہ نمبر 2: کیا علماءِ اسلام کو ایسے کاروبار کا افتتاح جا کر کرنا جائز ہے؟

مسئلہ نمبر 3: کیا علماءِ اسلام کو ایسے کاروبار میں برکت کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں؟

مسئلہ نمبر 4: ایک امام مسجد عالِم دین صاحب کو اگر نمازی یہ لکھ کر دے کہ جناب اپنے درس میں یا اپنے جمعتہ المبارک کے خطاب میں قرآن پاک میں سے سورۃ المآئدہ آیت نمبر 92, 91, 90 اور سورۃ النحل آیت نمبر 91 تا 96 کا ترجمہ اور تشریح بیان کریں تو وہ عالِم دین صاحب ان آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح نہ بیان فرمائیں اس ڈر سے کہ کہیں یہ حرام کاروبار کرنے والے ناراض نہ ہو جائیں، کیا عالِم دین صاحب کو ایسا کرنا جائز ہے؟

Marfat.com

مسئلہ نمبر 5: اُوپر ذکر کی گئی حرام چیزوں کا کاروبار کرنے والے آدمی کو ایک مسجد کی انتظامیہ کا سربراہ بنا کر مسجد کے تمام معاملات اس کے ہاتھ میں دیئے جا سکتے ہیں؟ کیا مسجد میں اس آدمی کی ہر بات پر عمل کیا جا سکتا ہے خواہ وہ بات سراسر قرآن وسُنت کے خلاف ہو؟

والسلام

صوفی محمد اکرم اوسلو ناروے

Marfat.com

الجواب بعون الملک الوھاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1. سود، شراب، خنزیر اور قمار ان چاروں چیزوں کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ (البقرہ 173)

"اس نے حرام کیا تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت"۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

"اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے"۔

ربوٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ (بقرہ:279-278)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم مؤمن ہو تو (زمانہ جاہلیت کا بھی) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو"۔

اس آیت کریمہ میں سود کے اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی ناقابل

Marfat.com

تلافی نقصانات کے باعث اس کی حرمت کو اتنے شدید پیرائے میں بیان کیا گیا ہے جس کی مثال نہیں۔ جو ان احکام کے بعد بھی سود لینے کی جرأت کرے گا اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

حضور سیدی و مرشدی قبلہ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' نومبر 1981ء کے مضمون قرآن وحدیث کی روشنی میں دارالحرب اور سود کا مسئلہ صفحہ نمبر 73 پر اباحت سود کے بارے فرماتے ہیں:

ان دلائل میں مکرّر سہ کرّر میں نے غور کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور میں بھی اس قول کو ترجیح دیتا ہوں۔ جب ایک بزرگ نے مجھے وہ آیت سنائی جس میں یہود کے طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اموال میں خیانت و بد دیانتی کرتے انہیں ٹوکا جاتا تو وہ کہتے:

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّنَ سَبِيلٌ (آل عمران:75)

''کہ امیین (مسلمانوں) کا مال لینے سے ہماری پکڑ نہیں ہوگی''۔

تو میں کانپ اٹھا کہ سود کی یہ روش مذموم اور قبیح ہے تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت جو خیر الامم کے خطاب سے نوازی گئی ہے اسے کب زیب دیتا ہے کہ وہ کسی تاویل سے ایسی چیز کو مباح کرے جسے قرآن وسنت کے نصوص قطعیہ نے قبیح ترین حرام قرار دیا ہے اور اس سے باز نہ آنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ

Marfat.com

کی دھمکی دی ہے۔

آخر میں مذکورہ بالا تمام چیزوں کی حرمت قطعیہ پر ایک اور آیت کریمہ سنیئے: ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ
الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

''اے ایمان والو! یہ شراب اور جواء اور بت، جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں۔ اس لیے ان سے بچو! تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یادِ الٰہی سے اور نماز سے اور کیا تم باز آنے والے ہو''۔ (مائدہ: 91-90)

قرآن کریم نے مختصر سے الفاظ میں ان دو مضر ترین خرابیوں کا ذکر کر کے ان کی قباحت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے۔ بتایا کہ شراب اور جوا کی حرمت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سے عداوت اور دشمنی کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ گہرے دوست ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور سگے بھائی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان نماز اور یادالٰہی سے غافل ہو جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور بدنصیبی اور محرومی کیا ہو سکتی ہے کہ مؤذن اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے حضور میں شرف باریابی حاصل کرنے کی دعوت دے رہا ہو اور کوئی اس وقت شراب کے نشہ میں مدہوش ہو یا جوا کی بازی جیتنے میں یوں کھویا ہو کہ اسے خبر تک نہ ہو کہ رحمت کی گھڑی آئی بھی اور گزر بھی گئی۔

اسی طرح گندے رسالے اور فلمیں جن میں انسان بالکل برہنہ ہو کر بدکاری کرتا ہوا دکھایا گیا ہو یا اس کے ذریعے غیر اخلاقی باتوں کی تشہیر کی جائے تو اس کا دیکھنا بالکل حرام ہے اور اس کا بنانا اس سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح اس کو اپنے لیے ذریعہ معاش بنانا سنگین ترین جرم ہے کہ یہ برائی ہی نہیں بلکہ برائی کی طرف دعوت دینا ہے اور اس کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔ ایک مسلمان کو ان چیزوں کا کاروبار کرنے کی ہرگز اجازت نہیں اور اس میں مسلم اور غیر مسلم معاشرہ کا کوئی فرق نہیں۔ حرام کا کاروبار جہاں بھی کیا جائے حرام ہے اور اسی طرح حرام گوشت یعنی خنزیر کے گوشت کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اس لیے اس کا کاروبار اور اس کو ذریعہ معاش بنانا حرام ہے۔

2. حرام کا کاروبار کسی عام مسلمان کے لیے جائز نہیں تو علماء اسلام کا ایسے کاروبار کا افتتاح بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

3. علماء اسلام کو ایسے کاروبار کے افتتاح اور اس کے لیے برکت کی دعا کرنے سے بڑھ کر کون سی چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾

"بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں"۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میرا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب ہونٹوں کو کاٹا جاتا تو پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اُمت کے خطباء ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے"۔

علماء اسلام ہو کر جو ایسے حرام کاروبار کا افتتاح کرتے ہیں اور اس کے لیے برکت کی دعا کرتے ہیں انہیں یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے اور اس قسم کی چیزوں کے قریب نہیں جانا چاہیے۔

4. اگر عالم دین کو قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ سنانے کے لیے کہا جائے تو حق بات کو اچھی طرح سے ضرور بیان کرنا چاہیے اور مخلوق کو راضی کرنے کے لیے خدا کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔

5. ایسی حرام چیزوں کا کاروبار کرنے والے آدمی کو مسجد کی انتظامیہ کا سربراہ ہرگز نہیں بنانا چاہیے اور اس کی ایسی بات جو قرآن وسنت کے خلاف ہو اس کو ہرگز

Marfat.com

نہیں ماننا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لا طاعة للخلق فی معصیة الخالق۔

ترجمہ: خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت کرنا ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

هذا ما عندی و الله اعلم بالصواب

کتبه العبد المنیب

قاضی محمد ایوب

مفتی دار الافتاء المحمدیه الغوثیه

بھیرہ، ضلع سرگودھا (پاکستان)

Marfat.com

آخر میں دعا:

حضور سیدی و مرشدی ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر ضیاء القرآن شریف میں سورۃ صٓ کی آیت نمبر 69 کی تشریح کرتے ہوئے حدیث شریف کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے۔ دعا کے وہی الفاظ یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم! اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں، میں نے عرض کی:

الٰہی میں تجھ سے نیک کام کرنے، بُرے کاموں کو چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور میں التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور جب اپنے بندوں کو تو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی طرف بُلا لے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا فرما۔ اس کام کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صحابہ کو فرمایا: دُعا کے یہ فقرے تم بھی سیکھ لو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ یہ حق ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

Marfat.com

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری

اور مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

جلد اس علمی کارنامے کو منصۂ شہود پر لانے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

Marfat.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن ۵ جلد
مفسر ضیاء الامت حضرت پیر
محمد کرم شاہ الازہری نور اللہ مرقدہ

تفسیر الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر مظہری جلد ۱۰
عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

تفسیر دُرِ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

یاایہا الذین آمنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر منیب الرحمن